ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
20 تا 26 ستمبر 2001ء

☆ اسلامی جمہوریہ پاکستان پر عذاب الٰہی کے سائے! (اداریہ)

☆ قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند (تجزیہ)

☆ گری تھی جس پہ کل بجلی .... (مکتوب شکاگو)

امریکی دھونس اور ہمارا طرزِ عمل

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف افغانستان پر امریکہ کے متوقع حملے کے ضمن میں پاکستان کی جانب سے تعاون کے سلسلے میں جو دلائل دے رہے ہیں، وہ خالص مادی حقائق اور فوری مصلحت کے اعتبار سے تو درست ہیں —— لیکن مادی مفادات سے بالاتر اخلاقیات اور ایک جانب عدل وقسط اور دوسری جانب غیرت وخودداری کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔ پھر ان سے بھی بالاتر دین وشریعت کی ہدایات ہیں جن کو ہم کسی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح دور اندیشی کا تقاضا ہے کہ صرف فوری مصلحتوں کے پیش نظر فیصلے نہ کئے جائیں بلکہ دوررس نتائج بھی سامنے رکھے جائیں۔ اس پس منظر میں:

١...... نیویارک اور واشنگٹن پر دہشت گردانہ حملوں کے ضمن میں امریکہ نے بغیر کسی واضح ثبوت کے جس طرح اسامہ بن لادن کو مجرم قرار دے دیا ہے —— وہ عدل وانصاف کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے۔ اور اس صورت میں افغانستان پر حملہ خالص ظالمانہ اور عظیم ترین دہشت گردی کی کارروائی ہوگی —— اور اس میں پاکستان کی کسی بھی حیثیت سے معاونت اخلاقی اصولوں اور عدل وقسط کے تقاضوں سے غداری کے مترادف ہوگا۔

٢...... اسی طرح امریکہ جس رعونت کے ساتھ اور متکبرانہ انداز میں پاکستان کو عدم تعاون کی صورت میں ''دشمنی'' کی دھمکی دے رہا ہے، وہ خالص طاقت کی دھونس پر مبنی ہے جس کے سامنے گردن جھکا دینا غیرت وخودداری سے دستبرداری کے مترادف ہوگی۔

٣...... افغانستان ہمارا برادر اسلامی ملک ہے اور اس میں طالبان کی حکومت شریعتِ اسلامی کی بالادستی کے اصول پر کاربند ہے —— اس کے خلاف امریکہ کی ظالمانہ کارروائی میں معاونت نہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت ہے بلکہ نظریۂ پاکستان سے بھی صریح غداری ہے۔

٤...... (i) اب یہ واضح ہوتا جا رہا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن پر دہشت گردانہ حملہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی ''موساد'' نے کرایا ہے تاکہ وہ عالمی رائے عامہ جو فلسطینی انتفاضہ پر اسرائیل کے بے پناہ مظالم کی بنا پر اسرائیل کے خلاف ہوگئی تھی (جس کا اہم ترین مظہر ڈربن کانفرنس میں سامنے آ گیا تھا!) اس کے رخ کو اسلام اور مسلمانوں کی جانب موڑ دیا جائے۔ (ii) چنانچہ یہ اصلاً اس طویل المیعاد منصوبے کی اہم کڑی ہے جو یہودیوں کے عالمی غلبے کے خواب کو پورا کرنے کیلئے زیرِ تعمیل ہے —— اور جس کے ضمن میں صیہونیت نے پورے عالم عیسائیت اور بالخصوص WASP (یعنی وہائٹ اینگلو سیکسن پروٹسٹنٹ عیسائیوں) کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے —— (iii) اس منصوبے کے ضمن میں یہودیوں کی HIT LIST میں پاکستان اور خصوصاً اس کی ایٹمی صلاحیت بھی بہت اہم مقام کی حامل ہے۔ لہٰذا...... اس وقت امریکہ کے آلہ کار بن کر فوری عافیت حاصل کرنا انجام کار کے اعتبار سے لاحاصل ہے —— اس کے برعکس عدل وانصاف، غیرت وحمیت اور دینی تعلیمات کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں خلوص قلب کے ساتھ توبہ کے ذریعے اس کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے فرعون وقت کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو جانا چاہئے اور نہ صرف یہ کہ امریکہ کے ساتھ کوئی تعاون نہیں کیا جانا چاہئے —— بلکہ طالبان کے ساتھ کامل یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے!

(نوٹ: مختصر طور پر یہ تمام باتیں اس اضافے کے ساتھ میں نے ١٦ ستمبر کی سہ پہر کو جنرل صاحب کے ساتھ ملاقات میں انکے سامنے رکھ دی تھیں کہ ''اگر آپ نے اس معاملے میں امریکہ کا ساتھ دیا تو پاکستان میں خانہ جنگی کی صورت بھی پیدا ہو سکتی ہے''۔ اعاذنا اللہ من ذالک!)

اب یہ پاکستان کے غیور مسلمان عوام کا کام ہے کہ اس آواز کو پوری قوت سے بلند کریں تاکہ حکومت کوئی غلط رخ اختیار کرنے سے باز رہے ——

خاکسار **اسرار احمد** عفی عنہ امیر تنظیم اسلامی

American grief and rage is understandable. However, it is astonishing to see that BBC is at the forefront of provoking the US aggression. It wants the US eyes to remain closed to the reality that the seeds it has sown have come to fruition. For years the US acted as if the front line were elsewhere, and as if others were to bear the consequences of its policies. Now, after the worst massacre in US history, only the wilfully blind can ask the US to consider that the front line is still not in the US or supporting repression and punishing the innocent have no repercussions.

(Article on Page 16)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ق وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ o وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ o﴾ (آیات : ۳۴، ۳۵)

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا' اور وہ ہو گیا کافروں میں سے۔ اور حکم دیا گیا کہ (اے آدم!) تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اس میں جہاں سے چاہو (میوے) کھاؤ' اور اس درخت کے قریب بھی مت جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''۔

حضرت آدمؑ کو خلافت عطا کرنے کے بعد تمام مامور فرشتے ان کی اطاعت کے لئے پابند کر دیئے گئے۔ جس طرح دنیا کے نظام حکومت میں مملکت کا فرمانروا یا صدر جو خود تو مرکزی دارالحکومت میں بیٹھتا ہے لیکن اگر اسے کسی صوبے کا کوئی گورنر مقرر کرنا پڑے تو ایسا اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب اس صوبے کی پوری سول سروس اور پولیس بھی اس گورنر کے ماتحت کی جائے اور وہ اپنے علاقے کی ساری انتظامی مشینری پر اختیار رکھتا ہو۔ اسی طرح فرشتوں کو انسان کے تابع کرنا خلافت کے منصب کا منطقی تقاضا تھا۔ چنانچہ اس کے علامتی اظہار کے لئے انہیں حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ اس موقع پر تمام فرشتوں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی لیکن ابلیس نے حضرت آدمؑ کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ دراصل تخلیق کے اعتبار سے ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جنات میں سے تھا لیکن اپنے زہد و علم اور اپنی عبادت کی بنیاد پر وہ ملائکہ میں شامل ہو گیا تھا۔ جنات کو نار یعنی آگ سے بنایا گیا جبکہ فرشتوں کی تخلیق نور سے کی گئی۔ عربی زبان کے قواعد کی رو سے ''الف'' اور ''واؤ'' حروف علت ہیں جو ایک دوسرے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے نار اور نور میں بہت کم فرق ہے اور ان میں ایک طرح کا قرب پایا جاتا ہے۔ انسان کو چونکہ مٹی سے پیدا کیا گیا لہٰذا ابلیس نے اپنی تخلیقی فضیلت کو بنیاد بنا کر استکبار کیا اور حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ پہلی آیت کے آخری حصے میں ﴿کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ کا مفہوم دو طرح سے ادا ہو سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ: ''وہ کافروں میں سے ہی تھا'' یعنی ابلیس میں بغاوت کے جراثیم شروع سے موجود تھے اور اس میں تکبر بھی پہلے سے تھا' اب صرف یہ ظاہر ہو گیا تھا۔ دوسرے اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ: ''(اب) وہ ہو گیا کافروں میں سے'' یعنی پہلے تو وہ عابد زاہد اور مطیع تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے باعث کفار میں شامل ہو گیا۔

دوسری آیت میں حضرت آدمؑ اور ان کی اہلیہ اماں حوا کو جنت میں بھیجے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس حکم میں جہاں ایک طرف پوری جنت کو ان دونوں کے لئے مباح کر دیا گیا کہ وہ جہاں سے چاہیں اپنے لئے اشیائے خوردنی اور پسندیدہ میوہ جات حاصل کر سکتے ہیں وہاں دوسری جانب ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے یہ بندش بھی لگا دی گئی کہ اس کے قریب نہ جانا ورنہ تمہارا شمار زیادتی کرنے والوں میں سے ہو گا۔ یہ درحقیقت ایک آزمائش تھی جس کے ذریعے عملی طور پر یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ شیطان انسان کا دشمن ہے جو اسے ورغلا کر اور بہلا پھسلا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر آمادہ کرتا ہے۔ جیسے دنیاوی طور پر کسی افسر کو کوئی اہم اور اعلیٰ ذمہ داری تفویض کرنے سے پہلے اسے تربیتی مقاصد کے لئے ایک مخصوص ماحول میں رکھا جاتا ہے اور پھر اس کی تعیناتی کی جاتی ہے اسی طرح خلافت کا بار اٹھوانے اور دنیا کا نظم و نسق دینے سے پہلے حضرت آدمؑ کو یہ تجربہ کرایا گیا اور اس طرح یہ بات ان پر اچھی طرح واضح کر دی گئی کہ انسان کو ہمیشہ ابلیس لعین کی دشمنی سے سابقہ رہے گا۔

☆ ☆ ☆

حرام مال سے صدقہ کی حقیقت

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا یَکْسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَیُنْفِقَ مِنْهُ فَیُبَارَکَ لَهٗ فِیْهِ وَلَا یَتَصَدَّقُ بِهٖ فَیُقْبَلَ مِنْهُ وَلَا یَتْرُکُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ اِلَّا کَانَ زَادَهٗ اِلَی النَّارِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَمْحُو السَّیِّئَ بِالسَّیِّئِ وَلٰکِنْ یَمْحُو السَّیِّئَ بِالْحَسَنِ اِنَّ الْخَبِیْثَ لَا یَمْحُو الْخَبِیْثَ))

(مسند احمدؒ کتاب مسند المکثرین من الصحابۃ باب عبد اللہ بن مسعودؓ ح ۳۶۶۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ (کسی ناجائز طریقہ سے) حرام مال کمائے اور اس میں سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو اس کا صدقہ قبول ہو اور اس میں سے خرچ کرے تو اس میں برکت ہو اور جو شخص حرام مال (مرنے کے بعد) پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کا توشہ ہی ہو گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گندگی گندگی کو نہیں دھو سکتی''۔

آج کل جس طرح بہت سے تاجر لوگ حرام کاروبار کر کے مسجدیں اور مدرسے آباد کر رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کاروبار تو جائز طریقے سے ہو نہیں سکتا' یہ تو ہماری مجبوری ہے' البتہ ہم اس میں سے ایک حصہ اللہ کی راہ میں لگا رہے ہیں اور اس طرح اپنے گناہ کا مداوا کر رہے ہیں۔ یہ فرمان رسول ﷺ مسلمان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے کہ حرام کی کمائی تو ساری بھی اللہ کی راہ میں دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ نہ اسے شرف قبولیت بخشتے ہیں اور نہ اس سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ اس کمائی کو جب چھوڑ کر جائیں گے تو اولاد پر اس کے برے اثرات بھی ظاہر ہوں گے اور اس کا وبال اسے اٹھانا پڑے گا۔ یعنی دوسرے کی دنیا کے لئے آخرت اپنی برباد کر لی ہے اور سمجھتا ہے شائد اولاد کے لئے بہت کچھ کر گیا ہوں' حالانکہ آخرت میں وہ اپنے والدین کو پہچانیں گے بھی نہیں۔ کتنی حکمت بھری ہے یہ بات کہ گندگی کو گندگی سے صاف نہیں کیا جاتا' ناپاک مال کا صدقہ گناہوں کی گندگی کو دور کرنے کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ تو طیب ہے اور وہ طیب ہی کو قبول کرتا ہے۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو گوشت حرام کی کمائی سے بنا ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد 10 شمارہ 35

20 تا 26 ستمبر 2001ء

(۲ تا ۸ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ)

○

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

○

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

○

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

○

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرتعاون :

اندرون ملک......250 روپے

بیرون پاکستان:

☆یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

...........1500 روپے

☆امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

...........2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

اسلامی جمہوریہ پاکستان پر عذابِ الٰہی کے سائے!

نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی میں دہشت گردی کے واقعات کی آڑ میں امریکہ نے اپنی توپوں کا رخ یکایک جس مہارت' چابک دستی اور عیاری کے ساتھ پاکستان' افغانستان اور اسامہ بن لادن کی طرف موڑا ہے وہ بلاشبہ یہودی سازشی ذہنیت کا شاہکار ہے۔ یہ بات اب کوئی مخفی راز نہیں ہے کہ اس محیر العقول خوفناک دہشت گردی کے واقعات کے پس پردہ یہودی اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کی کارفرمائی نظر آتی ہے جسے امریکہ کے اندر سے بھی پوری سپورٹ (Support) حاصل ہے۔ بالخصوص اس اہم خبر کے منظر عام پر آ جانے کے بعد کہ ۱۱ ستمبر کو اس خوفناک حادثے کے وقت ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک میں کام کرنے والے تمام چار ہزار اسرائیلی یہودی دفاتر میں حاضر نہیں تھے اور ان سب کی جانیں سلامت رہیں' اس امر میں قطعاً کسی شک و شبے کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ دہشت گردی کے اس غیر معمولی واقعے کی منصوبہ بندی میں مرکزی کردار اسرائیل اور موساد ہی کا ہے۔ لیکن امریکی صدر جن کی گردن پورے طور پر یہودی صیہونی عناصر کے آہنی پنجوں کی گرفت میں ہے' ان تمام حقائق کو یکسر نظر انداز کر کے ناانصافی' بددیانتی اور جانبداری کا بدترین مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اسامہ بن لادن اور افغانستان کے خلاف کارروائی پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان پر دھونس کے انداز میں شدید دباؤ ڈال کر وہ انہی صیہونی عزائم کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں جن کا اصل ٹارگٹ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو تباہ و برباد کرنا اور پاکستان میں برسرِ عمل جہادی تحریکوں اور ان بنیاد پرست دینی طبقات کا قلع قمع کرنا ہے کہ جو صیہونی عزائم کی راہ کی اصل رکاوٹ ہیں۔

بہرکیف یہ وقت افغانستان کی طالبان حکومت اور مسلمانانِ پاکستان دونوں کے لئے سخت ترین آزمائش کا ہے۔ طالبان ہر بڑے سے بڑے خطرے اور سخت سے سخت آزمائش کا مقابلہ کرنے کے لئے ذہنی و نفسیاتی طور پر تیار ہیں۔ وہ خود اعتمادی سے بڑھ کر ''خدا اعتمادی'' یعنی اللہ پر ایمان اور توکل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ گزشتہ پانچ چھ سالوں کے دوران انہوں نے ہر مشکل کا مقابلہ پامردی کے ساتھ اور ہر آزمائش کا مقابلہ استقامت کے ساتھ کیا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے دین کے سچے وفادار ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک میں اللہ کی حکمرانی کے قیام اور دین و شریعت کے نفاذ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا ہے اور اس مقصدِ عظیم کی خاطر انہوں نے دنیا کی تمام طاقتوں یہاں تک کہ ''سول سپریم پاور'' سے ٹکر لینے میں بھی کوئی دریغ محسوس نہیں کیا۔ لہٰذا کائنات کی سول سپریم پاور سبحانہ وتعالیٰ ان کی پشت پر ہے۔ وہ اس شعر کی عملی تصویر بن چکے ہیں کہ ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

اصل مسئلہ مسلمانانِ پاکستان کا ہے۔ ہم نے بحیثیت قوم گزشتہ ۵۴ برسوں کے دوران اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ بے وفائی اور اس کے دین کے ساتھ بے اعتنائی اور غداری کا معاملہ کیا ہے۔ ملک کے سیکولر عناصر اور حکمران طبقات کا تو ذکر ہی کیا' ہماری دینی جماعتیں بھی گروہی مفادات کے گرداب اور سیاسی جوڑ توڑ کے ذریعے کرسی کے حصول کی کشاکش کا شکار رہیں۔ ذاتی اور گروہی مفادات سے بلند تر ہو کر اس ملک خداداد پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنے کی خاطر اتحاد و اتفاق کے ساتھ کسی قابلِ ذکر سنجیدہ کوشش کا مظاہرہ ان کی جانب سے نہیں ہوا۔ انہوں نے بحالی جمہوریت کے لئے تو کئی مواقع پر مل جل کر تحریک چلائی بلکہ اس ضمن میں سیکولر طبقات کے ساتھ اتحاد کرنے میں بھی کسی دریغ سے کام نہیں لیا' لیکن نفاذ شریعت اور امتناع سود کے لئے انہیں مل جل کر تحریک چلانے کی توفیق نہیں ہوئی —— اور اگر ایک ''مردِ درویش'' انہیں اس جانب متوجہ کرنے کے لئے گزشتہ کم از کم پانچ برسوں سے چیخ و پکار میں مصروف ہے تو اس فغانِ درویش پر بھی انہوں نے کان دھرنے کی زحمت نہیں فرمائی —— ان حالات میں اللہ کی تائید و نصرت ہمیں کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ہم نے تو اللہ کے عذاب کو دعوت دینے میں اپنے تئیں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بقول شاعر ؎

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

ابھی تک ہمیں اللہ کی جانب سے مہلت ملتی رہی ہے۔ اس کا عذاب اور قہر بھی ہم پر وقتاً فوقتاً مختلف صورتوں میں برستا رہا ہے' لیکن اس کی حیثیت تا حال ''عذاب ادنیٰ'' یعنی چھوٹے عذاب کی رہی ہے —— اب ہم پھر ایک بہت سنگین دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ایک طرف امارت اسلامی افغانستان ہے جہاں اللہ کی حکمرانی عملاً قائم ہے اور دوسری جانب دنیا کی سب سے بڑی طاغوتی اور استحصالی طاقت ہے جو ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ اسلامی افغانستان کے خلاف بلاجواز اور ننگی جارحیت میں ہم اس کا ساتھ دیں۔ اس نازک موقع پر اگر ہم نے اللہ اور اس کے دین سے غداری کرتے ہوئے اللہ کے باغیوں اور شیطان کے ایجنٹوں کا ساتھ دیا تو شدید اندیشہ ہے کہ اللہ کی طرف سے کسی بڑے عذاب کا بند کھل جائے اور ہمیں وہ سخت ترین سزا مل کر رہے کہ جس کے ہم بہت پہلے سے مستحق ہو چکے ہیں۔ اعاذنا اللہ من ذالک!!

دہشت گردی کی کوئی بھی صورت ہو لازماً قابل مذمت ہے

امریکہ نے اسرائیل کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ جس طرح چاہے نہتے فلسطینیوں پر ظلم ڈھائے

اگر دہشت گردی کا جواز ہو بھی تو صرف فوجی تنصیبات کو ٹارگٹ بنانے کا جواز نکل سکتا ہے

میرا گمان ہے کہ امریکہ میں یہ کارروائی رومن کیتھولک انتہا پسند عیسائیوں نے کی ہے

اس واقعہ میں اسرائیلی ایجنسی ''موساد'' کے ملوث ہونے کا بھی قوی امکان موجود ہے

ان حالات میں ہمیں اللہ کی مدد کی اشد ضرورت ہے جس کے لئے توبہ ضروری ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 14 ستمبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

غور طلب بات یہ ہے کہ امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر جیسی عظیم عمارت کی تباہی اور امریکہ کے دفاعی مرکز پینٹاگون کی تباہی سے پیدا ہونے والی اس پوری صورتِ حال کا سب سے بڑا' اہم اور اولین سبق کیا ہے؟ یہ کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ' چنانچہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ اَلْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ' اَلْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ' اَلْعَظْمَۃُ لِلّٰہِ. کائنات میں کسی شے کو استحکام حاصل نہیں ہے' کوئی اپنے آپ کو کتنا ہی مستحکم سمجھے' کتنا ہی طاقت ور سمجھے' اُسے آخر ایک دن زوال سے دوچار ہونا ہے۔ اسی لئے میں نے آج سورۃ الفجر کی آیات کو عنوان بنایا ہے۔ ﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ﴾ '' کیا تم نے دیکھا نہیں تمہارے رب نے کیا معاملہ کیا قوم عاد کے ساتھ''۔ قوم عاد عالی شان قوم تھی۔ جس علاقے میں وہ رہتے تھے وہاں ہر طرح کی زرخیزی اور سطوت انہیں حاصل تھی۔ انہوں نے اپنے شہروں میں بڑے بڑے ستون بنا رکھے تھے چنانچہ فرمایا : ﴿اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ یہ بڑے بڑے ستونوں والے ارم۔ بتایا گیا ہے کہ یہ بڑے بڑے تیس اونچے ستونوں کے کھنڈرات اب بھی اسی صحرا کی پنہائیوں کے اندر موجود ہیں کہ جہاں یہ قوم آباد تھی۔ ان کا اب سٹیلائٹس کے ذریعے سراغ لگ چکا ہے ﴿اَلَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ﴾ جو اس سے قبل پوری دنیا میں کہیں بھی تعمیر نہیں کیے گئے تھے۔ آج بعینہٖ یہی الفاظ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے اوپر صادق آتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کل روئے ارضی کی عمارتوں کے مقابلے میں آپ اسے کوہ ہمالیہ کہہ سکتے ہیں۔ لیکن آج اس کا نام و نشان موجود نہیں' صرف ایک دھواں یا ایک غبار باقی رہ گیا ہے۔ آگے فرمایا کہ یہ صرف قوم عاد کا ہی معاملہ نہیں۔ اس کے بعد قوم ثمود کو بھی ایسی ہی سطوت و شان و شوکت عطا ہوئی تھی۔ ﴿وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ انہوں نے وادی میں چٹانیں تراش تراش کر محل بنائے تھے۔ ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ﴾ اور فرعون جس کا ڈنکا بج رہا تھا۔ وہ جب سفر کرتا اور اس کی فوج چلتی تھی تو اس کے خیموں کی میخیں ہی سینکڑوں اونٹوں یا گھوڑوں کی پیٹھ پر لدی ہوتی تھیں۔ ﴿اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ﴾ یہ سب وہ ہیں کہ جنہوں نے اس دنیا میں سرکشی کی۔ اللہ کے مقابلے میں سر اونچا کیا' تکبر کا مظاہرہ کیا۔ تو ان کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

بعینہٖ آج امریکہ بھی ایک مست ہاتھی کی طرح اسی راستے پر جا رہا ہے۔ افغانستان جس کا بھوک و افلاس کے باعث پہلے ہی حال پتلا ہے۔ وہاں مانیٹرز آ جائیں گے۔ اسرائیل میں نہیں آ سکتے۔ اسرائیل کو کھلی چھٹی ہے۔ جس طرح وہ چاہے نہتے فلسطینیوں کے اوپر گولیاں برسائے' F-16 دوڑائے' ٹینک چڑھا دے۔ وہ جب چاہے ان کی عمارتیں گرا دے' صرف اس شک کی بناء پر کہ یہاں سے تخریبی کارروائی ہوتی ہے جتنے چاہے مکان اور دوکانیں گرا دے۔ اس کو بہرصورت امریکہ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ﴿فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ﴾ جیسے ان سابقہ اقوام کی سرکشی سے دنیا میں فساد برپا ہو گیا تھا۔ آج امریکہ کی سرکشی اور دوہری پالیسی کے نتیجے میں زمین میں فساد مچا ہوا ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا ﴿فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ﴾ اللہ تعالیٰ کی رسی دراز ضرور ہے' لیکن اندھیر نگری نہیں ہے۔ وہ وقت دیتا ہے' مہلت دیتا ہے' تاکہ کسی فرد یا ملت کے اندر چھپی ہوئی خباثت ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد ایک دم رسی کھینچتا ہے اور اچانک اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے۔ پہلے بھی ایسی تمام اقوام پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب کے کوڑے برسے' موجودہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے ﴿اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ۝﴾ ''یقیناً اے نبی آپ کا رب گھات میں ہے''۔ یعنی کون کس انجام کا مستحق ہے' آپ کا رب اس کی خبر رکھتا ہے۔

آج دنیا میں قوت' دبدبہ' سطوت اور شان و شوکت جو اس وقت بظاہر امریکہ کو حاصل ہے اگرچہ ابھی ختم نہیں ہوا لیکن یہ ضرور ہے کہ اب یہ امریکہ وہ نہیں ہے جو ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء سے قبل تھا۔ امریکی خود کہہ رہے ہیں کہ امریکہ اب دوبارہ وہ مقام کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ موجودہ واقعہ کے بعد یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قدرت و طاقت صرف اللہ کو حاصل ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ.

اب آیئے اصل مسئلہ کی طرف! اس ضمن میں سب سے پہلے میں یہ عرض کر دوں کہ دہشت گردی کی کوئی بھی شکل ہو وہ لازماً قابل مذمت ہے۔ جنگ میں بھی اُنہی کے خلاف ہتھیار چلنا چاہئے جو جنگ میں شریک ہوں۔ جنگ کا اسلامی اصول بھی یہ ہے کہ عورتوں' بوڑھوں اور وہ عابد لوگ جو اپنی عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوں ان پر قطعاً ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ صرف میدان جنگ میں جو مقابلے میں آئے اس کے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ وہ دہشت گردی کہ جس میں اس کا امکان ہو کہ بے قصور لوگ مارے جائیں گے وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ دنیا میں دہشت گردی تین اعتبارات

سے ہو رہی ہے' یا تو قومی تصادم ہے۔ جیسے اسرائیلیوں اور فلسطینیوں میں جاری ہے۔ کشمیر میں بھی بھارتی افواج' پولیس اور مجاہدین کے درمیان جاری ہے۔ اسی طرح آزادی کی تحریکیں جیسے الجزائر میں فرانسیسیوں کے خلاف دہشت گردی کا راستہ اختیار کیا گیا۔ اس کے علاوہ تیسری شکل یہ ہے کہ احیائے اسلام کی بعض تحریکوں نے تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے مثلاً جیسے الجزائر میں دہشت گردی کا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کی بھی مذمت کی ہے کیونکہ اس میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ اس اعتبار سے امریکہ میں ہونے والے ان واقعات کی ہم تائید نہیں کر سکتے بلکہ جنہوں نے بھی یہ کام کیا ہے قابل مذمت کام کیا ہے۔ اگر صرف فوجی تنصیبات کو ٹارگٹ بنایا جائے تو دوسری بات ہے۔ لیکن شہری ٹارگٹس کہ جن میں عام شہری ہوں' ان کو نشانہ بنانا تو بہت ہی قابل مذمت شے ہے۔ اگرچہ دہشت گردی کا ایک جواز اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی ظالم اتنا طاقت ور ہو جائے کہ مظلوم کے لئے کوئی اور راستہ نہ چھوڑے یعنی کسی کو دیوار سے لگا دیا جائے تو وہ کیا کرے۔ اسی اصول کی بنیاد پر تقریباً ۲۰ سال پہلے پی ایل او کی طرف سے دہشت گردی ہوتی تھی۔ اس کے لئے قرآن مجید میں بھی ایک اشارہ موجود ہے۔ چھٹے پارے کی پہلی آیت ہے ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۝﴾ ''اللہ کو پسند نہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے متعلق اعلانیہ بری بات کرے سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو''۔ (النساء: ۱۴۸) یعنی جس کا دل دکھا ہو۔ دکھی دل سے جو صدا نکلے اس میں کوئی خرابی بھی ہو' کوئی خلاف ضابطہ بات بھی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ دہشت گردی کی اس قسم کا اگر جواز ہے تو بھی اس میں صرف عسکری مقامات یا فوجی تنصیبات کو نشانہ بنانے کا جواز نکل سکتا ہے۔

اب آیئے اس مسئلے کی طرف کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ مجھے ابتداً یقین کامل حاصل تھا اور اب بھی کافی حد تک وثوق حاصل ہے کہ یہ کام درحقیقت امریکن رومن کیتھولک عیسائی اقلیت کے انتہا پسند لوگوں کا ہے جنہوں نے ملیشیا فوج بنائی ہوئی ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں ہیں۔ میرے اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ امریکی رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے درمیان بڑی شدید دشمنی ہے۔ رومن کیتھولک کو وہاں شدید شکایت ہے کہ پروٹسٹنٹ امریکہ کی سیاست پر غالب ہیں اور انہوں نے امریکہ کو یہودیوں کا غلام بنا دیا ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ یہودیوں کے شکنجے سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے ہمیں ایک ایسی ہی سول وار دوبارہ کرنا ہوگی جیسی پہلے امریکہ میں سول وار ہو چکی ہے۔ یہ باتیں وہاں عام ہیں اور انہوں نے ہتھیار بھی جمع کئے ہوئے ہیں۔ انہی میں سے وہ شخص تھا کہ جس نے ۱۹۹۵ء میں اوکلاہاما کی بلڈنگ میں بم دھماکہ کیا تھا۔ انہوں نے ہی Erizona میں ایک ٹرین کو کھڈ کے اندر بھی گرایا تھا۔ میرے نزدیک موجودہ کارروائی بھی انہی کی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں بھی تبصرے ہو رہے ہیں کہ ہائی جیکر کوئی بھی تھے۔ ان کو اصل تعاون (سپورٹ) امریکہ کے اندر سے ملا۔ باہر بیٹھ کر کوئی یہ کام نہیں کر سکتا جب تک کہ اسے مکمل اور بھرپور سپورٹ امریکہ کے اندر سے حاصل نہ ہو۔ ان وجوہات کی بنا پر میری تو یہ رائے ہے کہ جس درجے کی یہ Planning ہوئی اور جس طرح کی Technology استعمال ہوئی' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کسی مسلمان گروپ کا کام نہیں کیونکہ کسی مسلمان گروپ کے پاس یہ صلاحیتیں اور وسائل و اسباب نہیں ہیں نہ ہی انہیں امریکہ کے اندر سپورٹ حاصل ہے۔ لہٰذا میرے نزدیک تو یہ کام رومن کیتھولک عیسائیوں کا ہے۔ واللہ اعلم۔

اب ایک دوسری خبر بھی آئی ہے اور جنرل حمید گل صاحب نے بھی یہ بات کہی ہے کہ یہ کارروائی اصل میں اسرائیل کی ہے۔ مجھے بھی آج ہی کینیڈا سے ایک ای میل ملا ہے جو بڑا چشم کشا ہے۔ دراصل اسرائیل چاہتا ہے کہ فلسطینیوں کو اردن کے اندر دھکیل دیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اصل میں شرق اردن فلسطینی ریاست ہے۔ ہم اپنے ساحل پر کوئی فلسطینی ریاست قبول نہیں کر سکتے۔ اب ظاہر ہے اگر وہ اتنا بڑا اقدام اٹھائیں' اتنا بڑا کریک ڈاؤن کریں تو انہیں اس کے لئے عالمی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے ذریعے پوری دنیا کے سامنے عربوں اور مسلمانوں کو مجرم بنا کر کھڑا کر دینا چاہتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ یقیناً اسرائیل کا اقدام ہو سکتا ہے۔ اس E-mail میں بتایا گیا ہے کہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ اسرائیل نے امریکہ کے خلاف بہت سے کام کئے ہیں۔ اس نے کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر حملہ کیا تھا' یو ایس لبرٹی پر حملہ کیا۔ انہیں سزائیں بھی ہوئی ہیں۔ امریکہ میں دہشت گردی کے حالیہ واقعہ میں یہودیوں کے ملوث ہونے کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ ان

NEWS EMBARGO AFTER ISRAELI LINK LEAK

Stern-Intel (Canada). A US military intelligence source revealed details of an internal intelligence memo that points to the Israeli Mossad intelligence service having links to the World Trade Center and Pentagon attacks. The intelligence source, who requested his name be withheld, confirmed the internal US intelligence memo circulated four weeks ago described information that pointed to the threat of a covert Israeli operation on US soil to turn mass public opinion against Palestinian Arabs via an apparent terrorist attack on US interests that would give Israel the green light to implement a large scale military onslaught against the Palestinian Arab population. The 11 September attack has been described by experts as being too sophisticated for a lone terrorist group to execute. "This attack required a high level of military precision and the resources of an advanced intelligence agency. In addition, the attackers would have needed to be extremely familiar with both air force one flight operations, civil airline flight paths and aerial assault tactics on sensitive US cities like Washington, Stated David Stern an expert on Israeli intelligence operations. The attacks targeted the Pentagon, World Trade Center towers, with the White House and Air Force One also being targets according to the FBI. "The attacks have certainly turned US public opinion firmly back in Israel's favor after 11 months of Palestinian uprising, heavy criticism of Israel over war crimes allegations and racism by a UN conference in Durban.
The attacks serve no Arab group or nation's interests but their timing came in the midst of international condemnation of Israel for its policy of death squad assassination of Palestinian political and police figures", added Stern. If verified, the news of Israel's involvement in the US attack will come as no surprise to intelligence experts. The state of Israel has a long history of covert operations against Western targets with attacks on the King David Hotel, USS Liberty, murder of a Scandinavian UN envoy as well as espionage against the US during the Jonathan Pollard case. On Wednesday the US defense department issued a warning to its officials to halt the leak of information on the investigation which it says is happening on a daily basis since the attacks occurred.

(A message received through e-mail).

کینیڈا سے موصول ہونے والا ای میل جس کا ذکر امیر تنظیم اسلامی نے اپنے خطاب جمعہ میں کیا ہے

کے نزدیک تمام غیر یہودی دراصل حیوان ہیں' انسان ہیں ہی نہیں۔ اگر لاکھوں مکھیاں آپ نے ماری ہیں' تو کیا ہو گیا۔ مکھیاں ہی ماری ہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک غیر یہودی انسان تو گویم ہیں' gentiles ہیں۔ لہٰذا جس طرح چاہو ان کا خون پیو' جس طرح چاہو ان کو دھوکا دو۔ ان سے جھوٹ بولو اس میں تمہارے اوپر کوئی الزام نہیں ہے۔ جس طرح گھوڑے کو تانگے میں جوتنا یا بیل کو ہل میں جوتنا انسان کا حق ہے' اسی طرح ہمارا حق ہے کہ ہم غیر یہودی انسانوں کو جوتیں' ان کا استحصال کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس اعتبار سے بھی یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ یہ کام اسرائیل کا ہو۔ اس ای میل میں ایک اہم بات یہ بتائی گئی ہے کہ امریکہ میں اس حادثے کی جو بھی تحقیقات ہو رہی ہیں وہ افشا ہو رہی ہیں۔ اسی میں یہ خبر بھی باہر نکل گئی کہ اس میں تو موساد ملوث ہے۔ لہٰذا اس خبر کے آنے کے بعد انہوں نے بندش لگا دی ہے کہ کوئی خبر باہر نہ نکلنے پائے۔ لہٰذا اسرائیل کے اس واقعے میں ملوث ہونے کا قوی امکان موجود ہے۔ دنیا کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ واللہ اعلم۔

تیسرے درجے میں اب یہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ بالفرض اگر یہ کام مسلمانوں نے ہی کیا ہے' جیسے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سراغ لگا لیا کہ دو آدمی مسلمان عرب تھے' حالانکہ مسلمان عربوں کو خریدا بھی جا سکتا ہے اور اسرائیل انہیں استعمال کر سکتا ہے تاکہ دنیا کے سامنے تصویر آئے کہ یہ مسلمانوں نے کام کیا ہے۔ بہرحال اس کے باوجود میں کہہ رہا ہوں کہ بالفرض اگر یہ مسلمانوں کا کام ہے' تب بھی اس میں یہ بات واضح ہے کہ اس میں اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ظاہر بات ہے فلسطین میں امریکہ جو مظالم ڈھا رہا ہے فلسطینی وہاں اس کے خلاف اگر تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق کوئی پروگرام بنائیں تو بات اور ہے۔ اسامہ تو افغانستان میں بیٹھا ہوا ہے جہاں ضروری سہولیات موجود نہیں ہیں۔ پھر طالبان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس طریقے سے رکھا ہوا ہے کہ وہ کسی ایسی سرگرمی میں ملوث ہو ہی نہیں سکتا۔ طالبان ہرگز جھوٹے نہیں ہیں۔ اب تک انہوں نے ہر معاملے میں جو بات صحیح سمجھی وہی دنیا کے سامنے کہی ہے۔ کسی بھی چیز سے پیچھے نہیں ہٹے۔ انہوں نے گوتم بدھ کے مجسمے توڑے تو ڈٹ کر توڑے اور کسی کی پرواہ نہیں کی حالانکہ انہیں اربوں ڈالر پیش کئے گئے لیکن انہوں نے ٹھکرا دیئے کہ ہم بت شکن ہیں بت فروش نہیں۔ اس کے ساتھ وہ کہہ بھی رہے ہیں کہ اگر اسامہ ملوث ہے تو ثبوت دو' ہم تمہارے حوالے کر دیں گے۔ دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ افغانستان میں اس وقت ہزاروں غیر ملکی موجود ہیں۔ اقوام متحدہ اور غیر مسلم این جی اوز کے کتنے ہی کارکن وہاں موجود ہیں تو کیا انہیں اطلاع نہ ملی ہوتی کہ اس طرح کی یہاں کوئی سکیم بن رہی ہے۔ بالفرض اگر یہ فلسطینی مسلمانوں کا کام ہے' اگرچہ میرے نزدیک نہ فلسطینی اتنے تربیت یافتہ ہیں نہ ان کے پاس اس طرح کی سہولتیں اور سپورٹ موجود ہے کہ ایسا عظیم کارنامہ سرانجام کر کے دکھا دیں' لیکن فرض کیجئے کہ ایسا ہو بھی تو واقعہ یہ ہے کہ ان کے لئے اس اعتبار سے کہ وہ دیوار سے لگا دیئے گئے ہیں کوئی دوسرا راستہ اور طریقہ موجود نہیں ہے۔ کیونکہ امریکہ صدفی صد اسرائیل کا پشت پناہ ہے۔ پوری مغربی دنیا اسرائیل کی پشت پر آ گئی ہے' لہٰذا بالفرض اگر یہ فلسطینیوں کا کام ہے تو وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہیں۔ تاہم میں ایک بات عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ کام فلسطینیوں نے کیا ہے تو امریکہ کو سمجھ لینا چاہئے کہ اب امریکہ کا باپ بھی ان کو ختم نہیں کر سکتا۔ یعنی اگر یہ لوگ اس درجے کے ماہر ہو گئے ہیں تو پھر کون انہیں ختم کرے گا۔ اب امریکہ میں بھی بہت سے لوگ یہ کہہ رہے ہیں اس وقت امریکی حکومت ایک ایسی جنگ کا آغاز کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے جسے وہ کامل طور پر کبھی بھی نہیں جیت سکتی۔ یہ امریکیوں کا تبصرہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر کچھ لوگ جان دینے پر اس طرح آمادہ ہو جائیں اور یہ صلاحیت حاصل کر چکے ہوں جس کا مظاہرہ ہوا ہے جس پر عقلیں دنگ ہیں۔ خود امریکہ ششدر و حیران ہے اور وہ کہنے پر مجبور ہے کہ یقیناً انہیں اندرونی سپورٹ حاصل ہے' تو ظاہر بات ہے پھر یہ جنگ امریکہ جیت نہیں سکتا۔

امریکہ کے لئے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ اسے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ آخر اگر عرب یہ کر رہے ہیں تو کیوں کر رہے ہیں۔ کوئی سبب تو ہے۔ ان کا دماغ تو خراب نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ایسے ہی تو نہیں تھے' پھر یہ کیوں ہو گیا۔ عرب اسرائیل تنازعہ کے دوران امریکہ نے جو ظلم کیا ہے امریکہ کو اس معاملے میں دروں بینی سے کام لینا چاہئے اور اپنی ظالمانہ پالیسی اور ظالمانہ کردار پر نظر ثانی کرنا چاہئے۔ لیکن شدید اندیشہ ہے کہ امریکہ یہ روش اختیار نہیں کریگا۔ کیونکہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے عالمی طاقتیں خوفزدہ ہیں۔ لہٰذا مختلف ممالک میں جو مذہبی جذبات پروان چڑھ رہے ہیں انہیں کچلنا ان کی اولین ترجیح ہے۔

چنانچہ شدید اندیشہ ہے کہ امریکہ اس واقعے کو بہانے کے طور پر استعمال کرے گا اور اس کے لئے افغانستان ان کا ٹارگٹ نمبر ایک ہے۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے بعد نشاۃ ثانیہ کا جو ایک ابھرتا ہوا سلسلہ انہیں نظر آ رہا ہے وہ انہیں بری طرح کھٹک رہا ہے کہ اگر ان کے پاؤں جم گئے تو ان کی خیر نہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال بھی وہاں دیکھ کر آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ تین چار اور مسلمان ممالک میں اگر یہی نظام قائم ہو جائے جو افغانستان میں ہے تو ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ لہٰذا امریکہ اور اسرائیل اس کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔ دوسرے' انہیں سب سے بڑا خطرہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے دھمکی دی ہے کہ اگر پاکستان نے ہمارا ساتھ نہ دیا' تو ہم کشمیر پر بھارت کا قبضہ تسلیم کر لیں گے۔ اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو مفلوج کر دیا جائے گا۔

اگرچہ اندریں حالات افغانستان کے لئے شدید خطرات ہیں لیکن وہ قوم اب ان خطروں کی عادی ہو گئی ہے۔ انہوں نے مورچے کھودنے شروع کر دیئے ہیں کہ اب جو ہو سو ہو۔ انہیں موت کا خوف نہیں ہے اس حوالے سے افغانستان کا معاملہ اتنا تشویشناک نہیں ہے۔ البتہ پاکستان اپنے مشکل ترین امتحان سے دوچار ہے ہمارے پاس وہ ایمانی قوت نہیں ہے جس کے بل پر ہم امریکہ کا مقابلہ کر سکیں لہٰذا ان حالات میں پاکستان کے لئے اولین چیز یہ ہے کہ افغانستان کے خلاف کسی عسکری اقدام کسی حال میں نہ کرے۔ اپنی زمین اور اپنے پانیوں کو استعمال کرنے کی اجازت نہ دے۔ ہاں البتہ اگر اسامہ کے خلاف کوئی معین ثبوت پیش کر دیں تو جیسا کہ طالبان خود کہہ رہے ہیں کہ ہم حوالے کر دیں گے۔ لہٰذا اس کی گرفتاری میں پاکستان کوئی مدد کرے تو اس کی شاید گنجائش نکل آئے۔ دوسرے نمبر پر ہمیں اپنی آزادی' خودمختاری اور خصوصاً ایٹمی صلاحیت کا پورا پورا تحفظ کرنا ہے۔ اس معاملے میں کسی درجے میں ہمیں کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہئے۔ ان حالات میں اس وقت ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی شدید ضرورت ہے۔ ایسے ہی مواقع ہوتے ہیں جب کہ قومیں توبہ کر لیتی ہیں۔ جب رانا سانگا سے بابر کا رن پڑا تھا تو اس نے توبہ کی تھی اور شراب کے گھڑے توڑ دیئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے فتح دے دی تھی۔ یہ ہمارے لئے بھی توبہ اور دعا کا وقت ہے' اس لئے کہ پاکستان بہت ہی شدید امتحان سے دوچار ہے۔ لہٰذا پوری قوم کو اپنے گناہوں پر توبہ کرنی چاہئے تاکہ اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو۔ اللہ کی مدد ہی کے سہارے ہم موجودہ صورت حال سے نمٹ سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں اور ہماری حکومت کو درج ذیل چار کام کرنا ہوں گے۔

۱) سب سے پہلے ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہوگا یعنی سیکولرازم اور بے حجاب مخلوط معاشرت کی طرف جاری سفر سے پسپائی اختیار کرنی ہوگی۔

۲) امتناع سود کے ضمن میں فوری اقدامات کئے جائیں اور غیر سودی بینکاری کے لئے ٹھوس قدم اٹھانا چاہئے۔

۳) قوانین شریعت کی تنفیذ کے ضمن میں پاکستان کے آئین میں موجود تمام رخنے بند کئے جائیں۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

''قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند''

امریکہ کے وعدوں پر اعتبار کرنے سے پہلے ماضی میں اس کے کردار پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے

اگرچہ گزشتہ ہفتہ کے کالم میں سانحۂ امریکہ کے حوالہ سے لکھا جا چکا ہے لیکن اس وقت تک اس حادثۂ فاجعہ کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ علم نہ تھا کہ بعض اغوا شدہ طیارے نیویارک میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور واشنگٹن میں پینٹاگون کی عمارت سے ٹکرا گئے ہیں جس سے بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہو گیا ہے۔ چونکہ اگلی صبح ہی پرچہ کو اشاعت کے لئے جانا تھا لہٰذا فوری دستیاب شدہ اطلاعات کے حوالہ سے تجزیہ کر دیا گیا' جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر بقول مغربی میڈیا یہ مسلمانوں کا کام ہے تو انہیں دیوار سے لگا دینے کا نتیجہ اور ردعمل ہے۔ بعد ازاں جب اس حادثہ کی تفصیلات سامنے آئیں تو فوری طور پر ذہن میں چند سوالات پیدا ہوئے:

۱) کیا مسلمان ٹیکنالوجی اور مہارت کے حوالے سے اس سطح پر ہیں کہ اتنا بڑا کام کر گزریں؟

> امریکہ کے ظلم سے تو اللہ ہمیں بچا سکتا ہے لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ سے غداری پر عذاب کی صورت میں کون ہماری مدد کو آئے گا؟

۲) کیا مسلمانوں کا امریکہ میں ایسی تخریبی کارروائیوں کے لئے کوئی انتہائی مضبوط نیٹ ورک موجود ہے جو اپنے ہدف پر پہنچنے کے لئے تمام مراحل اتنے احسن طریقے سے طے کر سکے؟

۳) امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں ایسی غافل اور بے خبر کیوں ثابت ہوئیں جبکہ امریکی مسلمان تو ان کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا؟

۴) اس تخریبی کارروائی کے لئے جیسی زبردست منصوبہ بندی اور ٹائمنگ کا مظاہرہ کیا گیا ہے' وہ مسلمانوں کی کسی تنظیم میں کسی سطح پر نظر آتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی ایسے اندھے جرم کی تحقیقات کی جاتی ہے جس میں خود مجرموں کا بھی نام و نشان مٹ جائے تو تحقیقاتی ایجنسیوں کو دو بنیادوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ کون سے افراد' گروہ یا تناظیم ہیں جو اس سطح پر ہیں یا ایسی اہلیت رکھتی ہیں کہ یہ جرم سرزد کر سکتی ہیں مثلاً اگر یہ شواہد ملیں کہ مجرم جرم کر

ابوالحسن

کے تیزی سے بھاگا تھا تو کسی لنگڑے لولے یا محتاج پر شک نہیں کیا جا سکتا یا اگر یہ بات سامنے آئے کہ مجرم گاڑی میں فرار ہوا تھا تو کسی ایسے شخص پر شک نہیں کیا جا سکتا جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ گاڑی چلانا نہیں جانتا۔ قصہ مختصر' تحقیقات کی پہلی بنیاد لازماً یہ ہوتی ہے کہ اس سطح کا جرم کرنے کی کس میں استعداد اور اہلیت ہے۔ تحقیقات کی دوسری اور اہم بنیاد یہ ہوتی ہے کہ اس جرم کا فائدہ کس فرد' گروہ' تنظیم یا ملک کو پہنچے گا۔ مثلاً جائیداد یا ملکیت کا جھگڑا ہو تو تحقیقاتی ادارہ یہ دیکھے گا کہ مقتول کے راستہ سے ہٹ جانے سے کن افراد کو فائدہ پہنچے گا۔ کسی لمبی چوڑی تفصیل میں جائے بغیر یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح کا یہ حادثہ تھا اس کے باحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت اور مہارت صرف اور صرف یہودیوں میں ہے۔ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے کہ اس حادثہ کے نتیجہ میں کون فائدہ میں رہے گا تو وہ انتہائی سیدھی اور سادی سی بات ہے کہ عالمی میڈیا جس طرح دہشت گردی کے حوالہ سے طویل عرصہ سے مسلمانوں کو بدنام کر رہا تھا امریکہ مسلمانوں ہی کو مجرم گردانے گا اور افغانستان اور مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کی سرکوبی کے لئے نکل کھڑا ہو گا۔ پھر یہ کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو امریکیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد کروایا جا سکے گا یعنی یہودیوں کے لئے معاملہ کچھ یوں ہے کہ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا رہے۔ اکثر تحقیقاتی اداروں کے سامنے ایک تیسری بنیاد بھی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح اور جس نوع کا جرم سرزد ہوا ہے ماضی میں کون سا گروہ اس طرح کے جرائم میں ملوث رہا ہے۔ مثلاً اگر جیب کٹ گئی ہے تو وہ علاقے کے جیب کتروں پر اپنی توجہ مرکوز کریں گے اور اگر کوئی ڈاکہ زنی کا معاملہ ہے تو وہ ماضی میں ڈاکہ زنی کے واقعات کی چھان بین کریں گے اور مطلوبہ افراد تلاش کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکی مفادات کو زک پہنچانا اور اس کا الزام مسلمانوں کے سر دھر دینا' یہ کام گزشتہ نصف صدی میں سازشی ذہنیت کی حامل یہودی قوم نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ اس کا شمار انگلیوں پر نہیں کیا جا سکتا۔ مصر میں کرنل ناصر برسراقتدار آیا تو مصری یہودیوں نے قاہرہ میں امریکی لائبریری جلا کر راکھ کر دی۔ مصر میں امریکہ کے سفارے خانہ پر حملہ کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ جلد از جلد امریکہ میں یہ تاثر قائم کر دیا جائے کہ ناصر امریکہ کے سخت خلاف ہے۔ امریکی ردعمل کے نتیجے میں کرنل ناصر حقیقتاً امریکہ دشمنی میں بہت آگے چلے گئے۔ لبرٹی

> امریکی مفادات کو زک پہنچا کر اس کا الزام مسلمانوں کے سر دھرنے کا کام یہودیوں نے پہلے بھی کئی مرتبہ کیا ہے

جہاز پر حملہ کر کے اسے ڈبو دیا گیا اور الزام مسلمانوں کے سر دھر دیا۔ اوکلاہاما کیس میں میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف طوفان برپا کر دیا۔ امریکہ میں مسلمانوں پر حملے بھی ہوئے۔ بعد ازاں پتہ چلا کہ ایک کیتھولک تنظیم کے سرگرم رکن نے بم دھماکہ کیا تھا۔ یہ راز اسی لئے کھل گیا کہ یہ کام یہودیوں نے نہیں کیا تھا البتہ یہودی میڈیا نے اپنے تئیں پوری کوشش کی کہ اس تخریبی کارروائی کو مسلمانوں کے سر تھوپ دیا جائے۔ کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں پر حملے میں اسامہ کو ملوث کیا گیا۔ الزام یہ لگایا کہ سوڈان میں اس کے قریبی ساتھیوں نے ایک فیکٹری سے تخریبی مواد حاصل کیا۔ اس فیکٹری پر بمباری کی گئی اور اسے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ بعد ازاں یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی۔ اس فیکٹری کی انتظامیہ نے اب امریکہ کی عدالت میں ازالے کے لئے دعویٰ دائر کیا ہوا

ہے۔ یوگنڈا کے عدی امین اسرائیل کے خلاف بڑی بڑکیں لگایا کرتے تھے۔ فلسطینی اسرائیل کا ایک ہوائی جہاز اغوا کر کے یوگنڈا کے ہوائی اڈے پر اتر گئے۔ عدی امین نے بڑی خوشی کا اظہار کیا لیکن ایک یا دو دن پلاننگ کر کے تین اسرائیلی ہوائی جہاز یوگنڈا کے ہوائی اڈے پر اترے۔ کمانڈوز نے کمالِ مہارت کے ساتھ ہائی جیکروں کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور اپنا اغوا شدہ جہاز لے اڑے۔ شنید یہ ہے کہ اسرائیل نے یوگنڈا کے ہوائی اڈے پر اپنے ہوائی جہاز اتارنے سے پہلے ایسا ڈرامہ سٹیج کیا تھا کہ عقل دنگ رہ گئی۔ فوج اور پولیس کو اس میں

اس طرح کے حادثہ کو باحسن وخوبی انجام دینے کی صلاحیت صرف یہودیوں کے پاس ہے

مشغول کر دیا اور اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ ان تمام واقعات کا اعادہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیلی کمانڈوز ایسے کارنامے سرانجام دینے کی مہارت اور اہلیت بھی رکھتے ہیں۔ وہ ماضی میں یہ سب کچھ کرتے بھی رہے ہیں۔ پھر یہ کہ اپنے دشمن کو بدنام کرنے کے لئے اور اس کے خلاف سپریم پاور امریکہ کو مشتعل کرنے کے لئے وہ ایسی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اور اس میں وہ انتہائی کامیاب ہیں۔ امریکہ اور مغربی ممالک میں مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھا جانے لگا ہے۔ اسلام کو ایک ڈراؤنا اور خوفناک مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا ہے جس نے جہاد کے ذریعے دنیا میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے' مسلمان امن کی زبان نہیں سمجھتے اور دنیا میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک اسلام اور اس کے نام لیوا زندہ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب آیئے اس طرف کہ افغانستان کو' جو آج کے دور میں اسلامی ریاست کی حیثیت سے ابھرنے کی کوشش کر رہا تھا' نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی دہشت گردی کو عذر بنا کر نیست و نابود کرنے کی جو یہود و نصاریٰ نے ٹھان لی ہے اس میں حکومت پاکستان کیا کردار ادا کر رہی ہے اور اسے کیا کردار ادا کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں اس وقت مقصد برآری کے لئے امریکہ حکومت پاکستان سے جو وعدے وعید کر رہا ہے' ان کی کیا حیثیت ہے اور ماضی میں امریکی وعدوں سے ہمیں کیا حاصل ہوا۔

حکومت پاکستان نے بقول امریکی حکومت کے' ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ امریکہ کو افغانستان پر حملہ آور ہونے کی صورت میں ہر ایسی مدد فراہم کرے گی جس کی اسے ضرورت محسوس ہو گی۔ جبکہ پاکستانی حکام اس معاملے میں آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ امریکہ کو ایسی یقین دہانی کرا چکے ہیں اور اب عوامی ردعمل کے خوف سے گول مول باتیں کی جا رہی ہیں' صرف ایک بات زور دے کر کہی جا رہی ہے کہ پاکستانی افواج اپنی سرحدوں سے باہر نکل کر کسی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گی۔ حکومت پاکستان کے شرمناک فیصلے کے حق میں مادی اور دنیوی سطح پر بہت سے دلائل دیئے جا سکتے ہیں اور دیئے بھی جا رہے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ دفاعی لحاظ سے ہم امریکہ کے سامنے چند سیکنڈ بھی کھڑے نہیں رہ سکتے اور وہ ہماری ایٹمی اور دوسری دفاعی تنصیبات کو پلک جھپکنے میں راکھ کا ڈھیر بنا سکتا ہے لہٰذا خواہ مخواہ اپنا کچومر نکلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ امریکہ ہماری فضا اور ہمارے سمندر کو ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر بھی استعمال کر لے گا تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں' لہٰذا مزاحمت بے کار ہے۔ ہماری ایٹمی اور دفاعی تنصیبات کی تباہی بھارت کو موقع فراہم کر دے گی کہ پاکستان میں واک اوور کر جائے اور ہماری آزادی ختم ہو جائے۔ یہ تمام دلائل اپنی جگہ نہ صرف وزنی ہیں بلکہ ان سے اختلاف کی گنجائش بھی نہیں ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ دوسری صورت کیا ہے۔ کیا ہم ایک کافر حکومت اور اسلام کے ازلی دشمن کی معاونت کریں اور اس کے آلہ کار بنیں تاکہ وہ ایک ایسی ریاست کو تباہ و برباد کر دے جو دنیا بھر میں واحد اسلامی ریاست کی مثال پیش کرنے کے مراحل انتہائی پُرعزم طریقے سے طے کر رہی ہے؟ اگر ہم اللہ' رسول' اس کی کتاب اور دین کو اپنی جان مال سے عزیز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمارا اصولی فیصلہ کیا ہونا چاہئے تھا؟ اگر امریکہ زبردست ہے اور وہ ہمیں مارتا ہے تو کیا ہم اٹھتے

جماعت اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی

"اے پی سی" کے نام ایک اہم پیغام!

سب جانتے ہیں کہ اس وقت پورا عالم اسلام بالعموم، اور عالم عرب اور افغانستان و پاکستان بالخصوص شدید خطرات سے دوچار ہیں۔ مشرق و مغرب کی جملہ دشمنِ اسلام قوتیں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک جانب احیاءِ اسلام کی جملہ تحریکوں پر کاری ضرب لگانے کی کوشش کریں گی۔ اور خاص طور پر پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور اگر اس کے لئے ضرورت محسوس ہو تو خود پاکستان کے وجود تک کو ختم کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گی۔

بنابریں' یہ وقت بحالیٔ جمہوریت کی تحریک کا نہیں

بلکہ حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرنے کا ہے کہ افغانستان کے خلاف کسی اقدام میں کسی بھی درجہ کا تعاون نہ کیا جائے اور چونکہ اس سے دنیا کی سپریم پاور سے ٹکر لینے کی صورت پیدا ہو سکتی ہے

لہٰذا' کُل کائنات کی واحد سپریم پاور یعنی اللہ تعالیٰ

سے مدد اور نصرت کے حصول کے لئے

توبہ و استغفار کے طور پر حسب ذیل قدم فوراً اٹھائے جائیں:

۱) سیاسی و ریاستی سطح پر سیکولرازم اور سماجی سطح پر بے حجاب مخلوط معاشرت اور اقوام متحدہ کے "سوشل انجینئرنگ پروگرام" کی جانب پیش رفت فی الفور ختم کی جائے!

۲) انسدادِ ربا کے ضمن میں مزید تاخیر کی بجائے جو سفارشات بھی آج تک موصول ہوئی ہیں ان پر فوری طور پر عمل شروع کر دیا جائے، اور

۳) قانون شریعت کی تنفیذ کے ضمن میں دستور میں جو چور دروازے موجود ہیں انہیں فوراً بند کیا جائے تاکہ نفاذ شریعت کا عمل ہموار اور سہل انداز میں شروع ہو جائے۔

الداعی الی الخیر : **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

(مندرجہ بالا اشتہار 16 ستمبر کے روزنامہ "نوائے وقت" میں شائع کرایا گیا!)

بیٹھتے جو یہ کہتے رہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے' سب جھوٹ تھا۔ امریکہ ہمیں مارتا تو اللہ ہمیں بچا سکتا تھا لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غداری کرنے کے جرم میں اگر اللہ نے ہمیں مارا تو ہمیں کون بچائے گا؟ ظالم یہود و نصاریٰ اس جرم میں افغانوں پر بم برسائیں کہ وہ اللہ کا دین کیوں نافذ کر رہے ہیں' وہ اسلامی ریاست کا عملی نمونہ پیش کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں اور ایک دوسرا نام نہاد مسلمان ملک اس تباہی و بربادی میں یہود و نصاریٰ کا ہاتھ بٹائے اور پھر یہ سمجھے کہ اس پر اللہ کا عذاب نازل نہیں ہوگا' اس سے بڑی خودفریبی کیا ہوگی۔ ایسے مسلمانوں نے قرآن پڑھا ہے پھر بھی نہیں پڑھا' نہ سمجھا نہ جانا۔ وہ اللہ کے دین سے نابلد اور اس کی سنت سے ناواقف ہیں۔ ایسے مسلمان یقیناً نہیں جانتے کہ وہ آزماتا ہے' ٹھوک بجا کر دیکھتا ہے کہ کچا ہے یا پکا۔ جب بندہ اپنا سب کچھ لگا دے تو سمندر میں راستہ بنا دیتا ہے' بیچ میدان کے فرشتے اتار دیتا ہے' ہاتھیوں کو ابابیلوں سے مروا دیتا ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان ملک اس حساب کتاب میں پڑ جائے کہ برادر اسلامی ملک اور اس کے دشمن کافر ملک میں سے کون طاقتور ہے' کس کا ساتھ فائدہ مند رہے گا اور سوچ کی پستی اور اخلاقی گراوٹ کا یہ عالم ہو کہ علی الاعلان کہا جائے کہ کافر ملک کی حمایت سے اتنا اقتصادی فائدہ ہوگا تو پھر ایسے مسلمان جان لیں کہ اللہ حساب کتاب میں بڑا سخت اور زبردست ہے۔ بہرحال ہم پاکستان کے حکمرانوں کو آخری لمحات تک یہ کہتے رہیں گے کہ دنیوی خداؤں کے سامنے جھکنے کی بجائے کل کائنات کے اللہ کے سامنے جھک جاؤ۔ یہی بچاؤ اور نجات کا واحد راستہ ہے ورنہ پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں لگے گا۔ جہاں تک امریکہ کے اقتصادی امداد کے وعدوں اور کشمیر بھارت سے لے کر ہمیں پلیٹ میں پیش کر دینے جیسے پُرفریب وعدوں کا تعلق ہے تو ہم چاہیں گے کہ ماضی میں اپنے اس دوست کے کردار پر نگاہ ڈال لیں کہ دوستی کی آڑ میں ہم سے کیسے کیسے کھیل کھیلے جاتے رہے۔

۱) ۱۹۶۲ء میں جب کشمیر میں ہماری افواج کو واک اوور مل سکتا تھا' امریکہ نے ہمیں مذاکرات اور پُرامن طریقے سے کشمیر دلوانے کے وعدوں میں الجھا دیا۔ بھٹو سورن سنگھ مذاکرات کا ڈول ڈالا جو ہمارے لئے مذاکرات کی بجائے ''مذاق رات'' بن گئے۔

۲) ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہماری مدد کرنے کی بجائے ہماری فوجی امداد بند کر دی اور سیٹو سینٹو معاہدوں کے بارے میں بتایا کہ یہ تو صرف کمیونزم کے خلاف ہیں۔

۳) ۱۹۷۱ء میں ہمیں دولخت کرنے کے عمل میں اس نام نہاد دوست نے باقاعدہ حصہ لیا جس کا اعتراف خود کسنجر کر چکا ہے۔

۴) افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جنگ میں ہماری سرزمین استعمال کی اور ہمارے جوانوں کو جنگ کا ایندھن بنایا لیکن سوویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا اپنا مقصد حاصل کر کے ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ گیا اور ہمیں اتنی قربانیوں کا صلہ ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر کی صورت میں ملا۔ مزید یہ کہ ہمیں اندرون ملک شدید اور ظالمانہ دہشت گردی کا بھی سامنا کرنا پڑا۔

۵) بھارت نے شملہ معاہدوں کی خلاف ورزی کر کے سیاچین پر قبضہ کیا تو امریکہ نے ہمدردانہ بیان بھی نہ داغا لیکن جب پاکستان نے کارگل پر قبضہ کیا تو امریکہ ایک فریق کی حیثیت سے ہمارے مقابلے میں صف آراء ہو گیا اور دن رات ہمیں دھمکیاں دینے لگا۔

۶) ایف ۱۶ جہازوں کی رقم نقد بلکہ ایڈوانس لے کر سودا دینے سے مکر گیا۔

۷) بھارت نے ۱۹۷۴ء میں ایٹمی دھماکہ کیا تو امریکہ نے زبان بھی نہ کھولی لیکن جب ۱۹۹۸ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں کے جواب میں پاکستان نے دھماکہ کرنا چاہا تو پابندیاں لگ گئیں اور دھمکیاں دی جانے لگیں۔

۸) ہمیں PL-۴۸۰ کے تحت کھانے کو گندم تو دی لیکن بدعنوان سیاست دانوں سے مل کر پاکستان کو دیوالیہ کر دیا۔

۹) پاکستان کو خوشحال کر دینے والے ترقیاتی منصوبوں میں امداد دینے سے گریز کیا۔ سٹیل مل کے لئے بھی ہمیں روس کے آگے ہاتھ پھیلانے پڑے۔

۱۰) کسی قسم کی ٹیکنالوجی منتقل کرنے سے ہمیشہ گریز کیا۔

یہ فہرست بہت طویل ہو سکتی ہے' اصل مقصد صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ''آزمودہ را آزمودن جہل است'' کے مصداق ہمیں اب امریکہ پر قطعاً بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔

صدر جنرل پرویز مشرف کئی بار کہہ چکے ہیں کہ میں کمانڈو ہوں' موت سے نہیں ڈرتا' موت پہلے بھی مجھ سے نظریں چرا کر گزر چکی ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے اسی مجاہدانہ کردار کی طرف لوٹیں۔ ٹیپو سلطان شہید کا یہ تاریخی جملہ یاد کریں: ''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے''۔ ٹیپو سلطان نے پیٹھ موڑنے پر جان دینے کو ترجیح دی تو امر ہو گیا' جعفر و صادق نفرت و حقارت کی علامت بن گئے۔ جنرل صاحب! آپ کے لئے فیصلے کا وقت ہے۔ ٹیپو سلطان بن کر آسمان پر ستارے کی طرح جگمگائیں گے یا میر صادق اور میر قاسم کی طرح گندی نالی کا کیڑا بننا پسند کریں گے؟

بقیہ: منبر و محراب

۴) حکومت دینی مدارس کے خلاف کسی قسم کے اقدام کا خیال بھی ذہن سے نکال دے۔

آخر میں جماعت اسلامی کی قیادت سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۱۶ ستمبر کو بلائی جانے والی آل پارٹیز کانفرنس میں بحالی جمہوریت کے بجائے انسداد سود اور تنفیذ شریعت کو اپنا ہدف بنائے۔ کیونکہ ماضی کی تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کے لئے تحریک چلانے سے آج تک دین اور دینی جماعتوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔00

ماہانہ دعوت فورم

زیر صدارت: **مرزا ایوب بیگ** امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

ان شاء اللہ العزیز بروز جمعہ 21 ستمبر 2001ء بعد نماز مغرب 7:00 بجے

دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی 866۔ این' پونچھ روڈ سمن آباد میں

«دفاعِ پاکستان کے تقاضے»

کے موضوع پر

جناب طارق مجید کموڈور (ر) بحریہ خطاب فرمائیں گے

شرکت کی عام دعوت ہے

خواتین کے لئے پردے کا اہتمام ہوتا ہے

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

انتقالِ پُرملال

☆ تنظیم اسلامی گوجر خان کے معتمد عمومی جناب ذوالفقار احمد کی نانی اماں وفات پا گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی لاہور کے رفیق جناب حافظ محمد اقبال کی والدہ ماجدہ طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی اُسرہ حیدرآباد کے نقیب محترم عبدالقادر کی خوش دامن صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

قارئین ''ندائے خلافت'' سے مرحومات کے لئے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا فی رحمتک وحاسبھا حسابا یسیرا

''دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش''

امریکہ میں حالیہ دہشت گردی کے واقعات پر جس قدر مغربی میڈیا مسلمانوں کے خلاف جلتی پر تیل کا کام کر رہا ہے اسی قدر ان واقعات کے محرک کی ذہانت و فطانت کی بھی باتیں ہو رہی ہیں اور بالآخر ہر توپ کا رُخ اسامہ بن لادن کی طرف کر دیا گیا ہے گویا کہ صدام کے خلاف کارروائی سے قبل مغربی میڈیا نے اس کا ہیولہ جس طرح بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا ایک مرتبہ تو پوری دنیا میں خوف کی لہر دوڑ گئی تھی جس کے نتیجے میں سب کی زبان پر یہی تھا کہ اس انسانیت کے دشمن صدام کو فوری فنا کر دو لیکن کھودا پہاڑ نکلا چوہا کے مصداق جو کچھ ہوا وہ ہم سب کے سامنے ہے' اب وہی ڈرامہ دوبارہ دہرانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بے چارہ اسامہ بن لادن جو کہ ایک انتہائی پسماندہ ملک میں اس حال میں پناہ گزین ہے کہ طویل عرصہ سے اس پر ہر قسم کے بیرونی رابطوں پر پابندیاں ہیں اس کے باوجود انتہائی طاقت ور میڈیا کے ذریعے یہ باور کروانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے کہ اس انتہائی باریک بینی سے تیار کی گئی شاہکار دہشت گردی کا محرک اسامہ ہے اور یہ کہ اس کے وجود سے انسانیت کو خطرہ ہے۔ حالانکہ اگر ایک لمحہ کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ اسامہ ہی اس سازش کا محرک ہے تو یہ بات کیسے مان لی جائے کہ اس کے نتیجے میں جو صورتِ حال اب پوری اسلامی دنیا کو بالعموم اور افغانستان کو بالخصوص درپیش ہے' اس کا ایسے غیر معمولی انسان کو اندازہ نہ ہوگا۔

ان عالمی حالات و واقعات کے پس پردہ' جو گزشتہ کئی دہائیوں سے دنیا میں ایک خاص رخ پر رونما ہو رہے ہیں اور جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو خصوصی طور پر شکنجے میں کسا جا رہا ہے' صرف اور صرف ایک ہی قوت کارفرما ہے جو کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی مشترکہ دشمن ہے اور وہ یہودیوں کی ناپاک قوت ہے جو کہ گریٹر اسرائیل کی اندرونی منصوبہ بندی کی راہ میں آخری رکاوٹ یعنی مسجد اقصیٰ کو گرانا چاہتی ہے تاکہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ممکن ہو سکے۔ راقم اس تحریر کے ذریعہ سے ساری عیسائی دنیا کو آگاہ کر دینا چاہتا ہے کہ وہ تعصب کی عینک اتار کر حالات و واقعات کا ازسرِنو جائزہ لیں اور اپنے اصل دشمن کو' جو ان کی اپنی آستین میں پل رہا ہے' پہچانیں۔

اسلامی تعلیمات سے مغربی حکمران اگر آگاہ نہیں تو اپنے سٹڈی سنٹروں میں موجود ان سکالروں سے پوچھ لیں جو طویل عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کو سٹڈی کر رہے ہیں کہ کیا کوئی اہل ایمان اس انتہائی سفاکانہ دہشت گردی جس میں بہت سارے بے گناہ عام شہریوں کی جانیں ضائع ہوئی ہیں' کا محرک ہو سکتا ہے۔ جواب یقیناً ''نہیں'' میں آئے گا تو پھر جائزہ لیا جائے کہ کون سے مذاہب اس طرح کی کارروائیوں کو جائز سمجھتے ہیں تو آپ حیران ہوں گے کہ دنیا میں صرف ایک ہی ایسا مذہب ہے جس کے ماننے والے اپنے علاوہ پوری دنیا کے انسانوں کو انسان نما حیوان سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ جانوروں کا سا رویہ رکھنا عین عبادت۔ اور وہ ہے یہودی مذہب جس کے پیروکار گھناؤنی سیاہ کاریوں کی طویل تاریخ رکھتے ہیں۔ اسرائیل جو اس کا مرکز و محور ہے' جس طرح سازشوں سے وجود میں آیا اور مزید برآں امریکی ثالثی میں فلسطینیوں سے ہونے والے تمام معاہدوں سے منحرف ہو کر جس طرح سرعام نہتے فلسطینیوں کی نسل کشی کا گھناؤنا کھیل جاری رکھے ہوئے ہے' تاریخ اس پر گواہ ہے۔

لہٰذا اس بات کا قوی امکان ہے کہ اگر امریکہ اور اس کے حواریوں نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو ہم پر جو گزرے سو گزرے گی مگر خود امریکہ اور اس کے حواری بھی شرمناک شکست سے دوچار ہوں گے کیونکہ غیور افغانوں کی سرزمین وہ زمین ہے جہاں گذشتہ صدی میں دو سپر پاور سوویت یونین اور برطانیہ عظمیٰ غرق ہو چکی ہیں۔

لہٰذا کسی بھی اقدام سے پہلے یہ چند حقائق امریکہ اور اس کے حواریوں کو ضرور پیش نظر رکھنے چاہئیں:

۱) افغان پہلے سے کہیں زیادہ منظم' پُرعزم اور ماہرانہ صلاحیتوں کے حامل ہیں۔

۲) روس کے لئے سنہری موقع ہوگا کہ وہ افغانوں کی مدد کر کے اپنی شکست کا بدلہ امریکہ سے پورا پورا چکا دے۔ وہی میدان ہوگا' وہی بہادر افغان ہوں گے مگر دوسری طرف سوویت یونین کی بجائے امریکہ ہوگا۔

۳) چین اپنے مستقبل کے سب سے بڑے دشمن امریکہ کو کمزور کرنے کا یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گا لہٰذا وہ بھی اپنے مفاد کی خاطر افغانوں کی مدد پر مجبور ہوگا۔

۴) پاکستان گورنمنٹ شدید دباؤ سے مجبور ہو کر کتنے ہی وعدے کر لے مگر امریکہ کے اقدام کے فوری بعد پیدا ہونے والے عوامی پریشر کے سامنے زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکے گی۔

۵) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ افغان حق پر بھی ہیں اور

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

طالبان کے خلاف امریکہ کی حمایت : قرآنی تعلیمات کی روشنی میں

طالبان اور اسامہ کے خلاف امریکہ کو کسی قسم کی مدد فراہم کرنا قرآن کے احکامات کی کھلی مخالفت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں' جو کوئی ایسا کرے گا وہ اللہ کے ہاں کسی شمار میں نہیں'' (آل عمران: ۲۸)۔ اس آیت کی تشریح میں پیر کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۲۰ پر لکھتے ہیں:

''یہ آیت اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہے۔ کفار کے ساتھ ایسے دوستانہ مراسم قائم کرنا کہ انہیں اپنے معاملات کا مالک بنا دیا جائے اور ہر بات میں انہی کے مشورے پر اعتماد کیا جائے' اسے قرآن نے قطعاً ممنوع قرار دیا ہے۔ کفار کے ساتھ دوستی کا رویہ اختیار کرنا کسی آزاد قوم اور آزاد ملک کے شایان شان نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ ذہنی غلامی کا دوسرا نام ہے' جسے اسلامی غیرت برداشت نہیں کر سکتی۔ نیز اگر ایک اسلامی ملک دوسرے اسلامی ملک کے خلاف کسی غیر مسلم حکومت کی امداد کرنے لگے تو کیا ملی وحدت کا جنازہ نہیں نکل جائے گا؟ اگر ہم اپنے ایک مسلمان بھائی کے خلاف کسی کافر کی اعانت کر کے اُسے شکست دلوا دیتے ہیں تو حقیقت میں ہم اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور دشمن کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ ہمارا دشمن آج تو اپنے اغراض و مقاصد کے لئے ہماری خوشامد کر رہا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا رہا ہے لیکن جب اس کے اغراض و مقاصد ہمارے مفاد سے ٹکرائیں گے تو اس وقت وہ ہمارا قلع قمع کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا''۔

مولانا مودودیؒ اپنی تفسیر ''تفہیم القرآن'' میں اس آیت کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''خبردار کفر اور کفار کی ایسی کوئی خدمت تمہارے ہاتھوں انجام نہ ہونے پائے جس سے اسلام کے مقابلے میں کفر کو فروغ حاصل ہو اور مسلمانوں پر کفار کے غالب آ جانے کا امکان ہو۔ خوب سمجھ لو کہ اگر اپنے آپ کو بچانے کے لئے تم نے اللہ کے دین کو یا اہل ایمان کو یا ان کی جماعت کو یا کسی ایک مومن کو بھی نقصان پہنچایا یا خدا کے باغیوں کی کوئی حقیقی خدمت (مدد) انجام دی تو اللہ کے محاسبے سے ہرگز نہ بچ سکو گے۔''

گویا کفار کے ساتھ ایسی دوستی اور تعلق ممنوع ہے جس سے دین کی رسوائی ہو اور مسلمانوں کو اذیت پہنچے یا ان کے وقار اور مفاد کو نقصان پہنچے۔

(مرسلہ: نعیم اختر عدنان' فیروزوالہ)

’’گری تھی جس پہ کل بجلی!‘‘

۱۱ ستمبر کی انتہائی روشن اور چمکیلی صبح ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے تار و پود جس طرح بکھرے ہیں اور چھ سال سے زائد عرصے میں تعمیر ہونے والی یہ ۱۱۰ منزلہ عمارت جس طریقے سے زمین کا پیوند ہوئی ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ یوں لگتا تھا کہ پورا مین ہیٹن گویا ریت میں غرق ہو گیا۔ Big Apple کے لقب سے مشہور امریکہ کی آنکھ کا تارا نیویارک اور نیویارک کا نورِ نظر ورلڈ ٹریڈ سنٹر بالکل اسی طرح جیسے جنگِ خلیج میں امریکہ نے عراق کے ریڈارز کو جام کر کے عراقی ایئر فورس کو نابینا کر دیا تھا، آج نیویارک کی بینائی چھین لے گیا ہے۔ آنجہانی ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی شکست و ریخت بلاشبہ امریکہ کی تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ ہے۔ اللہ کا نظامِ تادیب بھی عجیب ہے! سزا اکثر انہی چیزوں کے ذریعے دی جاتی ہے جو باعثِ فخر و غرور ہوتی ہیں۔ عاد و ثمود کو ان کی انہی عمارتوں میں پیس ڈالا گیا جن پر وہ نازاں تھے۔ قومیں اپنے

> **اللہ تعالیٰ قوموں کو سزا اکثر انہی چیزوں کے ذریعے**
> **دیتا ہے جو ان کے لئے باعث فخر و غرور ہوتی ہیں**

دورِ عروج میں خود کو لازوال سمجھنے لگتی ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی عظیم ترین اور تاریخ کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور جدت پسند قوم ہے۔ عاد و ثمود نے بھی یہی کہا تھا اور فرعون و نمرود نے بھی! رہ گئی قوت و شوکت تو اس کی چمک دمک امریکی قیادت نے جنگِ عراق چھپا کر کے ایک عالم پر عیاں کر ہی دی ہے۔

حسبِ روایت اس وقت بھی پورے امریکہ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ نیویارک اور واشنگٹن پر بے شک قیامت گزر گئی۔ اب ہم امریکہ میں آباد ۶ ملین مسلمان ’’غبار‘‘ دیکھ رہے ہیں۔ پبلک سکولوں میں مسلمان بچوں کی حاضری اس وقت بالکل صفر ہے اور اسلامک سکول اس سانحہ کے فوراً بعد غیر معینہ مدت کے لئے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یوں مسلمان بچوں کے وقت اور تعلیم کا زیاں مزید ستم ہے۔ ۱۹۴۷ء میں ’’اسلام کا قلعہ‘‘ وجود میں آنے کے بعد بھی دنیا بھر میں اسلام بے گھر رہا اور مسلمان مظلوم! یہ مظلوم مسلمان فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، کشمیر، الجزائر اور افغانستان میں دن رات اپنی جانوں اور عزتوں کی حفاظت کے لئے ’’مدد مدد‘‘ چلا رہے ہیں لیکن اقوامِ عالم نے کان لپیٹ رکھے ہیں۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ ان کے بھی گھرانے ہیں۔ یہ بھی امیدیں، آرزوئیں اور امنگیں رکھتے ہیں۔ اپنی جان، مال، عزت انہیں بھی عزیز ہے۔ بھوک پیاس

رعنا ہاشم خان

بھی ستاتی ہے۔ ان کے جسم درد و تکلیف بھی محسوس کرتے ہیں اور موسم کی سختیاں جھیلنے کے لئے ان کو بھی خاطر خواہ لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج امریکہ بحران میں آیا ہے تو امریکی قوم اور صدر بش چلا اٹھے ہیں کہ ہم ’’فلاں قسم کے‘‘ لوگ نہیں ہیں، ہم امریکی ہیں۔ دنیا کی ہر لحاظ سے طاقتور ترین قوم! نہ صرف امریکہ میں بلکہ دنیا بھر میں ایک ہاہاکار برپا ہے۔ امریکہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے کئی علاقوں کے روز و شب بدل کر رہ گئے ہیں۔ لیکن کئی نسلوں سے خانماں برباد فلسطین، سالہا سال سے ظلم و استحصال کے شکار کشمیری اور لہو لہو بوسنیا اور چیچنیا کے مظلوم مسلمان کسی کے روز و شب پر ذرا سا بھی اثر انداز ہوتے دکھائی نہیں دیتے۔

خلافتِ عثمانیہ کے تاراج ہونے کے بعد سے آج تک کوئی بھی اسلامی ملک آزاد ہونے کے باوجود صحیح اسلامی خطوط پر خود کو استوار نہیں کر سکا۔ اس کام کے لئے امید کی ایک کرن ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی صورت میں جگمگائی تھی لیکن وہ بھی ہوائے مغرب میں بس تھرتھراتی ہی رہتی ہے۔ جنگِ عظیم دوم کے بعد سے لے کر اب تک مغرب کا بھاری پاؤں امریکہ کی آشیرباد تلے مسلسل امتِ مسلمہ کے نازک

> **ترقی اور طاقت کے زعم میں امریکہ**
> **نے اجتماعی ظلم پر کمر باندھ لی ہے**

سینے پر دھرا ہے۔ یہ Gangsters امتِ مسلمہ کو زمین پر سے اٹھنے ہی نہیں دیتے۔ ان کے اس بھاری پاؤں تلے دبا امتِ مسلمہ کا کمزور و ناتواں وجود اندر و باہر سے مختلف ’’انفیکشنز‘‘ کی زد میں ہے۔ اب اس انفیکشن زدہ وجود کو کھانے کے لئے عالمِ کفر کے تمام گدھ مسلسل امریکہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ دہشت گردی مسلمانوں اور ۵۰ کلوگرام کے ایک کمزور سے آدمی اسامہ بن لادن ہی نے کی ہے جس کا واحد ہتھیار اس کی معمولی سی کلاشنکوف ہے۔ دہشت گردی جو پہلے صرف مسلمانوں کی زندگی اجیرن کئے ہوئے تھی آج امریکہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ لیکن امریکہ کی گردن مستقل تنی ہوئی ہے اور لب و لہجے میں تفاخر کی جھلک بھی ہنوز موجود ہے۔

قدرت کا یہ قانون ہے کہ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہوا کرتا ہے۔ انگلستان کا ایک عظیم بحری جہاز ’’ٹائی ٹے نک‘‘ ناقابلِ غرق سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ ازراہِ تکبر اس میں لائف بوٹ بھی شاذ و نادر ہی رکھی گئیں۔ ۱۹۱۲ء میں اپنے پہلے ہی سفر میں برف کے تودے سے ٹکرا کر ڈوبا تو ۱۵۰۰ سو افراد تہہ آب کھو گئے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے سومنات امریکہ کو اس کی سائنسی، معاشی، سماجی غرض کوئی بھی ترقی خدا شناس نہیں بنا سکی۔ ترقی اور طاقت کے زعم میں امریکہ قدرت سے اس قدر بے نیاز ہو گیا ہے کہ اس نے اجتماعی ظلم پر کمر باندھ لی ہے۔ لوگوں کو مذہب و ملت کی بنیاد پر ستایا جا رہا ہے۔ معصوم لوگوں کو کہیں گولیوں سے بھونا جا رہا ہے تو کہیں بھوک دے

> **1947ء میں ’’اسلام کا قلعہ‘‘ وجود میں آنے**
> **کے بعد بھی اسلام بے گھر اور مسلمان مظلوم ہیں**

کر مارا جا رہا ہے۔ مسجدیں منہدم کی جا رہی ہیں اور دہشت کو منظم طریقہ پر بڑھاوا دیا جا رہا ہے۔ اس وقت امریکہ میں مسلمانوں پر حملے کرنے کے واقعات عمارتیں گرنے کے چند گھنٹے بعد سے شروع ہو چکے ہیں۔ امریکی عرب مسلم جن کی تعداد یہاں ۳ ملین سے زیادہ ہے، خاص طور پر نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اہلِ ایمان کو کسی بھی قسم کی جوابی کارروائی سے دور رہ کر ٹھوس عمل کی منصوبہ سازی کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے:

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر و استقامت سے
کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ۔
حق کی خدمت کے لئے کمربستہ رہو۔ اللہ کے عذاب
سے ڈرو۔ امید ہے کہ فلاح یاب ہو گے‘‘ (آل عمران: ۲۰۰)

ضرورت رشتہ

میرے فرزند کے لئے جو ماشا اللہ دینی مزاج کا حامل، مکینیکل انجینئر ہے، امریکن نیشنلٹی ہولڈر بھی ہے، دینی مزاج کی حامل کم از کم سائنس گریجویٹ، عمر ۲۰/۲۲ سال کا رشتہ درکار ہے۔ چوہدری عباس علی، فون: 7593964، لاہور

’’تم کچھ چاہ ہی نہیں سکتے جب تک کہ اللہ نہ چاہے‘‘

تحریر: محمد سمیع

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس بات کا اعادہ کیا گیا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے انسان کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسی باتوں کی حقانیت ہم پر آئے دن چھوٹے چھوٹے واقعات کے ذریعے منکشف ہوتی رہتی ہے لیکن ہم ان پر غور نہیں کرتے۔ میں ایسے ہی ایک معمولی واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہوں گا جو چند روز قبل میرے ساتھ پیش آیا ہے۔

ہمارے ایک تنظیمی رفیق جناب سعادت علی خان ہیں جو ہومیو پیتھ ڈاکٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں بہت شفا بخشی ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کا علاج انہی سے کرواتا ہوں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے میرے گھر سے کلینک کے فاصلے کے پیش نظر مجھے یہ سہولت پیش کی کہ ’’آپ ایسے ہی چلے آیا کریں۔ میں آپ کو ہاتھ کے ہاتھ فارغ کر دیا کروں گا۔‘‘ یہ ان کی شفقت تھی لیکن مجھے یہ کچھ اچھی بات محسوس نہیں ہوئی کہ لوگ پہلے سے انتظار میں بیٹھے ہوں اور میں انتظار کیے بغیر یہ سہولت حاصل کر لوں‘ کیونکہ دیگر مریضوں پر اس کا برا تاثر پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ویسے بھی بنیادی طور پر یہ بات ہے ہی غلط اور جب اس کا مرتکب کوئی مجھ جیسا باریش شخص ہو تو اس پر تو سب سے زیادہ تنقید ہوتی ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کا عام رجحان ہے کہ داڑھی سے بے نیاز کوئی شخص اگر غلط کام کرے تو اس کی اتنی پکڑ نہیں ہوتی لیکن اگر یہی غلط کام کوئی داڑھی والا کر بیٹھے تو اس کے خلاف ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

اس دن اہلیہ کی طبیعت کچھ زیادہ ہی خراب تھی۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ دوا لے کر گھر جلدی پہنچا جائے۔ سوچا کہ باری کا نمبر تو حسب معمول حاصل کر لوں گا لیکن جیسے ہی ڈاکٹر صاحب آئیں گے‘ میں ان کے ساتھ ہی اندر داخل ہو جاؤں گا۔ اس روز مجھے خلاف معمول سولہواں نمبر ملا جبکہ عموماً مجھے آٹھویں نمبر کے اندر ہی اندر باری مل جاتی ہے۔ خیر‘ میں نے ڈاکٹر صاحب کو ایمرجنسی بتائی۔ انہوں نے نسخہ تو لکھ دیا لیکن دوا بنانے والی خاتون خلاف معمول کافی دیر سے پہنچیں۔ میں دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا رہا۔ بہر حال دوا ملتے ہی بس سٹاپ کی طرف بھاگا۔ لیکن وہاں بھی معمول کے برعکس خاصی دیر کے بعد ایک ویگن آئی بھی تو لوگ پائے دان تک لٹکے ہوئے تھے اور میرے لئے اس پر سوار ہونا ممکن نہ تھا۔ مرتا کیا نہ کرتا‘ دوسری ویگن کا انتظار کرتا رہا اور جب ویگن میں سوار ہو کر تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تو مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ویگن سے اتر کر قریبی مسجد میں نماز پڑھی اور گھر جانے کے لئے دوسری ویگن پر سوار ہوا۔ یوں عشاء کی اذان کے وقت گھر پہنچا۔ اس سارے عرصے میں میرے ذہن میں وہ آیت آتی رہی کہ ﴿وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ﴾۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات پر غور و فکر کی عادت ڈالیں تو قرآن مجید پر ہمارا ایمان پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے گا۔

بقیہ: زبانِ خلق

مظلوم بھی۔ پوری اسلامی دنیا کی نصرت و حمایت کے ساتھ ساتھ اللہ کی مدد خصوصی بھی ان شاء اللہ ضرور آئے گی۔ (تحریر: فیاض اختر میاں‘ لاہور)

’’اپنے پیاروں کا لہو پیش کرو‘‘

گورے آقاؤں کا خوں بہتا ہے
بادشاہ وار کہاں سہتا ہے!
وار کھانے کو فلسطینی ہیں　　زخم کھانے کو تو کشمیری ہیں!
ایڑیاں رگڑیں عراقی بچے!　　بھوک سے بلکیں افغانی بچے!
ان پہ غلہ بھی دوائیں بھی بند　　ان کی آہوں کی صدائیں بھی بند!
خون مسلم تھا تو ارزاں ٹھہرا　　مسئلہ چھچھیا بے جاں ٹھہرا!
اب تو آقاؤں کا خوں بہتا ہے
بادشاہ وار کہاں سہتا ہے!
ہیروشیما کو وہ ڈھانے والے　　نسل انساں کو ڈرانے والے!
کیا الاپے تھے یہ ماتم کے راگ؟　　ناگاساکی میں لگائی جب آگ!
ہر جواں مرد تہہِ تیغ کیا　　بوسنیا خون سے لبریز کیا
قبر میں اک تھی ہزاروں لاشیں　　جسم انسان تھا قاشیں قاشیں!
کیا کبھی اس پہ بہائے آنسو؟　　اور ٹی وی پہ دکھائے آنسو؟
خود اب آقاؤں کا خوں بہتا ہے
بادشاہ وار کہاں سہتا ہے!
کالے بے زور غلامو آؤ　　چوٹیں آقاؤں کی تم سہلاؤ!
ان کو بخشو یہ فضائیں اپنی　　جھک کے دے دو یہ ہوائیں اپنی!
پیش کر دو یہ زمینی رستے　　ان کے بوٹوں سے سجھ کر سکتے!
سر ہو خم طوقِ غلامی کے لئے　　گورے آقا کی سلامی کے لئے!
کچھ نہ اب اس میں پس و پیش کرو
اپنے پیاروں کا لہو پیش کرو!

(مسز تسنیم ضیاء صاحبہ)

دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی لاہور (شرقی) کے رفیق جناب فیض رسول کے والد محترم قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی کراچی (ضلع جنوبی) کے رفیق جناب شفقت محمود ملک کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی لاہور (جنوبی) کے رفیق جناب احمد سعید ارشد بھٹی کے والد انتقال کر گئے ہیں۔

احباب سے تمام مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ماہ اگست میں تنظیم اسلامی ملتان شہر کے دعوتی اجتماعات

پہلا اجتماع ۱۸ راگست کو نماز عصر کے بعد نیو ملتان میں ہوا۔ اس پروگرام کے کنوینر جناب عدنان طاہر تھے۔ تمام رفقاء کو عصر کی نماز کے بعد ہینڈ بلز دے کر علاقے میں گشت کے لئے بھیجا گیا۔ بعد نماز مغرب جناب محمد سلیم اختر نے ''امت مسلمہ کے لئے سہ نکاتی لائحہ عمل'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ موصوف اپنی جاں گسل ملازمت کے ساتھ ساتھ قرطبہ مسجد اور عسکریہ مسجد ملتان کینٹ میں باقاعدگی کے ساتھ خطبہ جمعہ سے لوگوں کو دین کی آفاقی تعلیمات سے روشناس کراتے ہیں۔ موصوف نے سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ کی روشنی میں اپنے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ آج پوری دنیا میں امت مسلمہ ذلیل ورسوا ہے۔ دنیا کے بہترین وسائل رکھنے کے باوجود عالمی سطح پر اس امت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امت مسلمہ کے راہبر و راہنما قومی مفاد کی بجائے ذاتی اقتدار کو ترجیح دیتے ہیں۔ نتیجتاً معاشرے میں دہشت گردی' بے روزگاری' ظالمانہ ٹیکسوں' مہنگائی' عریانی وفحاشی' قتل و غارت کا سیلاب امڈ آیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور مملکت پاکستان میں منہج انقلاب نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہو کر دین اسلام کو غالب کیا جائے۔ انہوں نے تنظیم اسلامی کا تعارف بھی کرایا۔ پروگرام میں کتب کا سٹال بھی لگایا گیا۔ اس پروگرام میں حاضرین کی حاضری ۷۰ سے زائد تھی۔

۲۶ اگست کو بعد نماز عصر اسی سلسلہ کے دوسرے پروگرام کا انعقاد ہوا۔ اس پروگرام کے کنوینر برادرم محمد سلیم اختر تھے جبکہ مقرر کے فرائض جناب سعید اظہر عاصم نے ادا کئے۔ جلسہ گاہ کو تنظیمی بینرز اور جھنڈوں سے قبل از وقت مزین کر دیا گیا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد رفقاء کو ہینڈ بلز دے کر علاقے میں گشت کے لئے بھیجا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد جناب سعید اظہر عاصم نے ''بحیثیت مسلم ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے سورہ البقرہ' سورۂ آل عمران اور سورۃ الذاریات کی آیات کے حوالے سے اپنے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات عبث پیدا نہیں کی بلکہ اس کی تخلیق کا ایک مقصد ہے جس کا نتیجہ روز قیامت نکلے گا۔ یہ سزا و جزا ابدی ہوگی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ انہوں نے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ:

۱) انسان سب سے پہلے خود دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرے۔ یہ عمل جز وقتی یا عارضی نہ ہو بلکہ مستقلاً اور دائمی ہو۔

۲) انسان جس دین پر خود عمل کر رہا ہے' دوسروں کو بھی اس کی تعلیمات اور فوائد سے روشناس کرائے۔ اس حوالے سے انہوں نے خطبہ حجتہ الوداع کو واضح کیا۔

۳) اس دنیا میں رہتے ہوئے دین اسلام کو غالب کیا جائے۔ اسلام غالب ہو تو دین ہوتا ہے' مغلوب ہو جائے تو مذہب بن جاتا ہے۔

اس کے بعد مقرر نے درج بالا تین فرائض کے تین لوازم بیان فرمائے کہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا جائے' کسی منظم جماعت میں شامل ہو کر اپنی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں کو لگایا جائے اور اسوۂ محمدیؐ پر عمل پیرا ہو کر نفاذ اسلام کی کوشش کی جائے۔ نیز جماعت کا طریق کار' ہدف اور نصب العین پر روشنی ڈالتے ہوئے تنظیم اسلامی کا تعارف کرایا اور لوگوں میں بیعت فارم تقسیم کئے۔ اس موقع پر کتب کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ (مرتب: شہباز نور)

ساہیوال میں ہفتہ دعوت کی روداد

از: چوہدری رحمت اللہ بٹر' مرکزی ناظم دعوت و تربیت

دعوتی پروگراموں کا پانچواں ہفتہ ساہیوال شہر میں منعقد ہوا۔ ہم سوموار کو صبح ۹ بجے ساہیوال پہنچ گئے۔ وہاں کے اسرہ کے نقیب جناب عبداللہ سلیم سے ملاقات ہوئی اور پروگراموں کے بارے میں مشورہ کیا گیا۔ انہوں نے ہمارے قیام کے لئے مسجد قدس اہلحدیث کی انتظامیہ سے اجازت لے رکھی تھی۔ ان کی رہائش گاہ بھی بالکل قریب تھی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ باوجود ہمارے نہ چاہنے کے' من وسلویٰ پورے چھ دن ان کے ہاں سے نازل ہوتا رہا۔

طے یہ پایا کہ آج گیارہ بجے سے ایک بجے تک ضلع کچہری میں وقت لگایا جائے۔ وکلاء حضرات سے ملاقات ہو اور دفاتر میں بھی تنظیم کا تعارف کروایا جائے۔ چنانچہ دو گھنٹے وہاں صرف کئے گئے اور پھر مسجد میں جناب فاروق نے خطاب بھی کیا۔ بعد نماز عصر مسجد قدس اہلحدیث میں بھی درس کا آغاز کر دیا گیا۔ پھر جناب محمد حارث کے مکان پر ''دعوت رب'' کے موضوع پر ایک خطاب کیا گیا۔ حاضری ۵۰ سے اوپر تھی۔

منگل کو بعد نماز فجر مسجد قدس میں درس دیا گیا۔ پھر دوبارہ کچہری گئے اور مسجد میں خطاب کیا۔ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ بعد نماز ظہر مسجد بلال میں مختصر خطاب کے بعد لوگوں کے عشاء کے بعد بیان سننے کے لئے دعوت دی گئی۔ بعد نماز عصر محمد حارث کے ہاں ''شہادت علی الناس'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ مغرب کے بعد جناب بشیر احمد کے گھر پر بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ نے دینی فرائض پر خطاب کیا۔ بعد نماز عشاء بلال مسجد میں ''عبادت رب'' پر خطاب ہوا۔ بدھ کو پھر بعد نماز فجر درس ہوا۔ بعد نماز عصر مسجد قدس میں درس ہوا اور پھر محمد حارث کے ہاں ''انقلاب اسلامی کا طریق کار'' پر گفتگو ہوئی۔ تنظیم اسلامی کا تعارف بھی کروایا گیا۔ بعد نماز مغرب جامعہ رحیمہ میں خطاب ہوا۔ بعد نماز عشاء مسجد بلال میں ''شہادت علی الناس اور اقامت دین'' پر بیان ہوا۔

جمعرات کو بعد نماز فجر مسجد قدس میں درس ہوا۔ بعد نماز ظہر ہڑپہ کی مسجد ابوبکر میں مختصر خطاب ہوا۔ عصر کے بعد مسجد قدس میں جبکہ مغرب کے بعد حافظ طاہر کے گھر ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب ہوا۔ بعد نماز عشاء مسجد بلال میں جناب حافظ محمد اشرف نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر مفصل بیان کیا اور تنظیم اسلامی کا تعارف کروایا۔ جمعہ کو بعد نماز فجر مسجد قدس میں درس ہوا۔ پھر ایک گھنٹہ نائب امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے ساتھ گزارا جو صبح ہی ساہیوال پہنچے تھے۔ بعد میں راقم نے ہڑپہ میں جبکہ محترم عاکف سعید نے مسجد العزیز میں خطبہ جمعہ دیا۔ بعد نماز عصر مسجد رحیمہ اہلحدیث میں مختصر خطاب ہوا۔ نماز مغرب کے بعد جناب حافظ عاکف سعید نے بر مکان میاں محمد یونس سورۃ الصف کے دوسرے رکوع پر درس دیا۔ بعد نماز عشاء واپسی کا سفر شروع ہوا۔

تنظیم اسلامی گوجر خان کے تربیتی و دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی گوجر خان کا پندرہ روزہ تربیتی پروگرام ۳۱ اگست کو بعد نماز جمعتہ المبارک تنظیم کے دفتر میں ہوا۔ اس پروگرام میں اٹھارہ رفقاء اور دو احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز جناب اللہ دتہ کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر جناب مشتاق حسین نے دینی فرائض پر مفصل لیکچر دیا' جس کے بعد تمام رفقاء کو دینی فرائض کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ یاد کرائی گئیں۔ یہ پروگرام دو گھنٹے جاری رہنے کے بعد شام ۵ بجے اختتام پذیر ہوا۔

مقامی تنظیم کا ماہانہ دعوتی پروگرام ۸ ستمبر کو بعد نماز مغرب جامع مسجد العابد میں ہوا۔ اس پروگرام میں جناب شمیم احمد نے جو کہ راولپنڈی سے تشریف لائے تھے ''دینی فرائض کے جامع تصور'' پر اپنے مخصوص انداز میں مدلل اور مفصل لیکچر دیا۔ انہوں نے بورڈ کی مدد سے موضوع کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ دور جاہلیت کی تمام سماجی اور معاشی خرابیوں کو حضور اکرم ﷺ نے ختم کر دیا تھا لیکن آج ہمارا معاشرہ پھر انہی خبائث میں مبتلا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے ذہن سے دینی فرائض کا تصور دھندلا گیا ہے اور ہم نے دین کے اصل فرائض کو بھلا دیا ہے۔ نتیجتاً ہم سطحی اور فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اپنے دین کی روح کو سمجھیں اور ان تمام فرائض پر عمل کریں جن کا اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ یہ پروگرام نماز عشاء تک جاری رہا جس میں تقریباً ۸۰ افراد نے شرکت کی۔ (مرتب: مرتضیٰ شاہ)

اسرہ مری کا دعوتی پروگرام

راولپنڈی سے ۶۴ کلومیٹر کے فاصلے پر مری کے پہاڑی

be wary of such opportunism. No matter how much the western analysts may call them "twisted reasons" of the "terrorists," genuine grievances must be addressed to avoid fuelling more anger.

A sincere advice to save the present generation from seeing the end of human history is that America must stop its disregard of the plight of Palestinians under Israeli occupation, Kashmiris under Indian oppression, Egyptians under Hosnie Mubarak's repression, Iraqis and Afghans under UN sanctions, Algerians under Military rule and Chechens under Russian terrorism. Life in all the areas with US intervention, or otherwise, has become so miserable that all the populations have become entirely insensitive to violence and the value of their life. They not only dance at the death of Americans but also when their own brothers and sons blow themselves limb from limb.

Effective solution to address the root causes of "terrorism" lies in the course correction of American foreign policy. It's now up to its leadership to violently react to satisfy their jingoist ego and further sow the seeds of hatred, or seriously consider addressing genuine grievances of the oppressed people. Whatever decision it may make, the US need to realise that it can force the UN into making any decision of its liking; it can force our leaders into submission; it can level our cities to the ground; it can ruin our lives but can never rule our hearts with force. This it can only do with real justice and compassion. To make itself immortal and safe from such revengeful attacks, the US has to conquer hearts for which no cruise missiles are needed.

علاقہ میں تنظیم اسلامی کی فکر کو پھیلانے کے لئے ۸ افراد پر مشتمل ایک اسرہ نمبل مری قائم ہے۔ ۲ ستمبر کو راقم کی دعوت پر حلقہ پنجاب (شمالی) کے امیر جناب شمس الحق اعوان دن ایک بجے بورڈگلی نمبل پہنچے۔ سب سے پہلے انہوں نے رفقاء سے ملاقات کی اور اسرہ مری کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ راقم نے امیر حلقہ کو پوری رپورٹ دی اور دعوت کو آگے پھیلانے کے لئے نئی تجاویز سے آگاہ کیا۔ نماز ظہر کے بعد یہ قافلہ درس قرآن دینے کے لئے ایک دوسرے گاؤں روانہ ہوا۔ وہاں ناظم حلقہ نے منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر لیکچر دیا۔ اس کو ۱۲۵ افراد نے بڑی توجہ سے سنا اور بعد میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ اس سے پہلے جناب شمیم اختر "دینی فرائض کا جامع تصور" پر جبکہ راقم "دین اور مذہب میں فرق" پر لیکچر دے چکے تھے۔ پروگرام کے اختتام پر کتابچے تقسیم کئے گئے جس کے بعد حلقہ کے امیر راولپنڈی روانہ ہو گئے۔

(رپورٹ: قمر زمان عباسی)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے!

(۱۸ ستمبر کو اخبارات کو بھیجا گیا امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا بیان)

جمعیت اہل سنت والجماعت اس اعتبار سے یقیناً لائق صد مبارک باد ہے کہ اس نے افغانستان پر امریکہ کے متوقع حملے اور اس میں حکومت پاکستان کی ممکنہ معاونت کے
خلاف اسلام آباد میں فوری طور پر ایک شاندار مظاہرہ کر کے اولیت کا شرف حاصل کر لیا۔ الحمد للہ کہ اس مظاہرے کی خبریں بی بی سی اور سی این این پر نمایاں طور پر دکھائی گئیں۔
حقیقت یہ ہے کہ مولانا حالی مرحوم کے اس شعر کے مطابق کہ "اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے۔ امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے!" اس وقت پورے عالم
عیسائیت نے یہودیوں کا آلۂ کار بن کر امت محمدؐ اور دین محمد ﷺ پر ایک کاری ضرب لگانے کے شیطانی منصوبے پر عمل کا آغاز کر دیا ہے۔ جسے خود صدر امریکہ نے صلیبی
جنگ سے تعبیر کیا ہے۔ اگرچہ سورہ توبہ اور سورہ صف میں وارد آیات کے مطابق جن کا مفہوم یہ ہے کہ: "یہ (یہودی) تلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں
سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کا اتمام بہرصورت کر کے رہے گا!" ان کی یہ کوششیں بھی اسی طرح ناکام ہوں گی جیسے کہ چودہ سو سال قبل ناکام ہوئی تھیں...... تاہم امت اس
وقت سخت ترین امتحان سے دوچار ہے اور خاص طور پر امریکہ کا پاکستان پر دباؤ نہایت شدید ہے کہ اس جارحانہ اور ظالمانہ کاروائی میں اس کا آلۂ کار بن جائے۔ چنانچہ
ضرورت ہے کہ اس وقت پوری ملت اسلامیہ پاکستان شیعہ سنی بریلوی دیوبندی اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث اور جماعتوں اور تنظیموں وغیرہ کی قسم کی جملہ تقسیموں اور
حد بندیوں کو بالائے طاق رکھ کر کامل اتحاد کے ساتھ اور پوری قوت کے ساتھ حکومت پاکستان کو اس شیطانی اقدام میں کسی بھی نوعیت کے تعاون سے باز رکھنے کی سر توڑ کوشش
کرے...... حقیقت واقعہ یہ ہے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹاگون پر حملہ اسرائیل نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کرایا ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب امریکہ کی تحقیق و
تفتیش میں بعض ایسے شواہد سامنے آئے جن سے اشارہ ہو رہا تھا کہ یہ کام اسرائیل نے کرایا ہے تو تحقیق کے رخ کو حکم بالا کے تحت موڑ دیا گیا۔ چنانچہ یہ بات امریکہ میں
طشت ازبام بھی ہو گئی جس پر بدھ کے روز ہی امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے ایک وارننگ جاری کی کہ "تحقیقات کے ضمن میں جو باتیں سامنے آئیں انہیں ہرگز عام نہ کیا
جائے جیسا کہ ہو رہا ہے" اور یہ وارننگ بی بی سی اور سی این این پر بھی نشر ہوئی۔ پھر آج ہی جرمنی میں ہیمبرگ یونیورسٹی میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس کے ضمن میں ذمہ دار ترین
شخص نے واضح اعلان کیا ہے کہ جو شخص یہاں مقیم تھا اور جس کے بارے میں گمان ہے کہ اس نے ہی اس جہاز کو اغوا کیا تھا جو پنسلونیا میں تباہ ہوا اس کا کوئی تعلق اسامہ بن
لادن کے ساتھ ثابت نہیں ہوا...... اس سب کے باوجود سارا نزلہ اسامہ اور افغانستان پر ڈال دینا ظاہر کر رہا ہے کہ اصل مقصد مجرموں کو پکڑنا اور سزا دینا نہیں بلکہ امت محمد ﷺ
پر کاری ضرب لگانا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس سخت ترین مرحلے پر حفظ و امان میں رکھے...... آمین۔ اسرائیل کی اس نہایت ظالمانہ اور انسانیت سوز کاروائی کا سبب اس
کی اسلام اور مسلمانوں سے دیرینہ دشمنی کے علاوہ یہ فوری مسئلہ بھی ہے کہ فلسطینی انتفاضہ پر جو ظالمانہ اور بہیمانہ انداز اسرائیل نے اختیار کر رکھا ہے اس کی بنا پر پوری عالمی
رائے عامہ اس کے خلاف ہو گئی ہے۔ جس کا مظاہرہ حال ہی میں ڈربن میں ہوا۔ جہاں انسانی حقوق کی کانفرنس میں اسرائیل کے نسل پرست اور دہشت گرد قرار دیئے جانے
کو امریکہ نے بمشکل اپنا پورا زور لگا کر روکا۔ چنانچہ اسرائیل نے اس بہیمانہ کاروائی کے ذریعے یہ کوشش کی ہے کہ عالمی رائے عامہ کا رخ بجائے اسرائیل اور یہودیوں کے
اسلام اور مسلمانوں کی جانب ہو جائے۔

what is promoted in the West: democracy and freedom.

Those who have a say in shaping American policies must realize that dealing with the symptoms alone would never solve the problem. We need to reduce demand for terrorism. Recruiting more CIA agents abroad, propping more dictatorships, and increasing intervention would be of little use if the US establishment refused to take a lesson and put its discriminatory policies to a halt. There is a need to realise that freedom, democracy, sovereignty and independence are as dear to the Muslims as they are to the Americans and their allies.

American grief and rage is understandable. However, it is astonishing to see that BBC is at the forefront of provoking the US aggression. It wants the US eyes to remain closed to the reality that the seeds it has sown have come to fruition. For years the US acted as if the front line were elsewhere, and as if others were to bear the consequences of its policies. Now, after the worst massacre in US history, only the wilfully blind can ask the US to consider that the front line is still not in the US or supporting repression and punishing the innocent have no repercussions.

To be fair, the "enemies" of the US have not been shy about transmitting their grievances. Time and again they have announced that they despise the US policies; time and again they have called for justice. How often have the US seen them burning American flags? But insensitive to their pain and proud of its power, the US preferred to disregard their grievances. It is easy to declare a war than to ask: Is eradication of the deep-rooted hatred of the American policies possible with bombing, rounding up suspects and assassinating the targets? It is not a specific geographic location that breeds "terrorists." It is a specific feeling, a psyche that turns more and more oppressed into believing their chequered existence is worse than blowing themselves to peices. Such a feeling can never be erased even if the US flattens Afghanistan to the ground, leaving no living thing behind. Because it would have to do the same to Palestine, Egypt, Algeria, Sudan, Iraq, Syria, Lebanon, Iran, Kuwait, Saudi Arabia, Kashmir, Iran and even to most of the United States.

Robert McFarlance stressed in Washington Post on September 13, that Pakistan "must be held accountable for what has happened." Writing in IHT (September 14) Robert Levine suggested that for "true enemies" like Iraq and Afghanistan, "invasion, seizing of capitals and rooting out of the evil might be appropriate." Such kind of jingoists forget that instead of the suggested take over of the capitals or demanded air space and military bases, even if we allow the US to bulldoze all the Afghanistan, Iraq or Pakistan into the sea, still the legitimate grievances would be felt by the rest of the Muslim world. For all the US pain, similar pain is felt in the villages of Palestine as well as in the occupied Kashmir, Chechnya, Afghanistan and Iraq. Even wiping out all the suspected and potential "terrorists" would not improve the US image as an impartial and just power.

For a decisive victory over the "enemies," it is necessary for the US establishment to also look into the mirror along enlisting allies or defining adversaries on the basis of a rejection of such cooperation. The tragedy is that despite a rude realization that the aggrieved populations far outnumber the American sponsored elites or sell outs, it is suggested that apparatus of the oppressive regimes should be tightened. Any ill planned measure would backfire and further increase the demand for such responses of the oppressed, genius, but weak.

The minimalists who insist that the enemy is only "small bands of fanatics" in Afghanistan severely underestimate the widespread hatred created by the US interventions in the internal affairs of other states. The American professors who invoke the clash of civilisations have further widened the circle of enmity to large parts of the Islamic world. This is not to suggest America to opt out of global conflicts, as another opinion maker, Jim Hoagland, has perceived. Part of the American tragedy lies in the wrong pictures presented by such analysts. For instance in September 15 issue of the Washington Post, Hoagland presents that the conflict "pits moderates against extremists within Islam; revolutionaries against royalists in the Middle East and the Gulf; those who believe in open societies against those who believe in revenge and chaos instead of civilization." The fact, however, is that the so-called "moderate," and "royalists" are those who have mortgaged independence of their states for perpetuating their rule with the support of the US. Any opposition to such a rule is considered "extremism" and fundamentalism."

No one is out there to "destroy Americans because they are Americans." Why doesn't anyone destroy Swiss because they are Swiss, or Norwegians because they are Norwegians? No one is against the American values, as long as they are not imposed on others. It is difficult for the US to rethink, for instance, its discriminatory policy vis-à-vis Israel because despite such an obvious proof of the pent up rage, analysts like Jim Hoagland never stop misguiding. He writes: "Some will stereotypically blame the Jews and argue that America's support for Israel is at fault and should be ended. This is as dishonourable in intent as it is mistaken in analysis." How would the US reconsider its policies when the Economist thanks it with the words: "Thanks to America, and only thanks to America, the world has enjoyed these past decades an age of hitherto unimagined freedom and opportunity. Those who would deflect it from its path must not, and surely will not, succeed" (Sept. 13 edition).

For keeping the US on "its path," many human rights abusers are reinforcing and repackaging existing prejudices and motives by exploiting this enormous tragedy. Expressions of sympathy by Israeli, Indian and Russian leaders carried an undertone of self-justification for their war on "fundamentalists." Their statements smacked of an appeal for a crusade against Muslim "extremists." The United States must

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.cpm.pk)

Misreading the causes of "Terrorism."

In 146 BC, a Roman General Scipio Africanus led his troops in a fierce siege against the North African city of Cathage and its 700,000 inhabitants. When the city was at last conquered, Scipio ordered his men to burn the city. Scipio stood on a hillside watching Carthage burn. His face, streaked with the sweat and dirt of battle, glowed with the fire of the setting sun and the flames of the city, but no smile of triumph crossed his lips. No gleam of victory shone from his eyes. Instead, as the Greek historian Polybius would later record, the Roman general "burst into tears, and stood long reflecting on the inevitable change which awaits cities, nations, and dynasties, one and all."

In the fading light of that dying city, Scipio saw the end of Rome itself. Just as Rome had destroyed others, so it would one day be destroyed. Scipio Africanus, the great conqueror and extender of empires, saw the inexorable truth: no matter how mighty it may be, no nation, no empire, no culture is immortal. Thus begins the lesson for the "almighty" United States of America and its experiment to rule the world.

Undoubtedly, every heart is bleeding at the loss of thousands of innocent lives in the recent attacks on Washington and New York. No amount of wealth, power or terror would now be able to recover these precious lives. However, a little more misunderstanding at this critical juncture could lead us into the ultimate tragedy of human history, particularly if the US and the West – staggering and reeling from powerful destructive forces -- keep themselves purposely ignorant of the root causes of "terrorism."

Unlike the US, the world can no more afford the US to misread the causes of anti-Americanism. As war is an extension of politics, so too, is terrorism. America's hands are not clean in this matter. Terrorism is a consequence of injustice perpetrated on the weak and underrepresented by the powerful, and in control. Part of the anger directed at America emanates from the $6 billion a year US support to sustain Israeli terror and oppression. It emanates from the American support of the repressive regimes and its zeal to impose its values and ways of life on others. It has its roots in the US application of double standards of freedom, democracy, human rights and even terrorism.

Enemies of the US "do not believe in democracy" was the wrong conclusion of September 11 discussions on British and American media. According to Mr. Powell: the attackers "do not believe in democracy and they would never be allowed to kill the spirit of democracy." British Prime Minister described the event as "an attack on free, democratic world" and labelled it as: "democracies against the rest" just as Ehud Barak called it "terrorists vs. civilization." In his first reaction, President Bush said: "Freedom was attacked and freedom would be defended." A BBC commentator said time and again that it is time for "democracy to pay the price."

In real sense, none of the Middle Eastern countries is a democracy. Simply to secure its oil supplies, the US has stationed its forces in Kuwait and Saudi Arabia. To protect Israel from the Arab rage, it is sustaining the military dictatorship of Hosnie Mubarak and has no objection to monarchies in the area. To return favours to Saudis and to please Israel, it has to keep Iraq under constant embargo, regardless of the million un-televised deaths. For their support, the US turns a blind eye to the unsavoury activities of its allies, in places such as Bahrain and Tunisia. Iraq had to end its occupation before any discussions, whereas there cannot be any discussions unless Palestinians end their resistance. After all, almost all the suspects in last Tuesday's attacks are from the Middle East where the duplicity of American claims for freedom and democracy has no bounds.

Unfortunately, since September 11 no one in the western media has focused on the root causes that have turned educated, intelligent, resourceful and sane human beings into taking such extra-ordinary inhuman steps. The focus is on "who did it" rather than finding out "why" or "how" death has become the bottom line for these individuals. Opinion makers like Thomas Friedman of the New York Times realize the truth that the US is pitted "against all the super-empowered angry men and women" from the "failed" states. However, they skilfully cover the root causes of the "anger" and failure of their states, and wrongly associate these causes with "the failure of their societies to master modernity."

Ronald Steel, explained the causes of this anger in the NY Times, September 14 as: "Trapped between the traditional world in which they were born and the confusing world of modernity in which they inescapably live, they seek a single cause for their confusion, their resentments, their frustrated ambitions and their problems of cultural identity. It is perhaps not surprising that they would focus on the world's most powerful state as the object of their resentment." No sir, their anger is due to the suffering inflicted on their successive generations by the American sponsored dictatorships, sheikhdoms and kingdoms.

Their "genius at using the networked world," does not make them as empowered as much their feelings of being wronged and treated unfairly have made them determined. Fanaticism does not sustain, nor can it offer sacrifices to this extent. Wrong identification of the root causes also leads to proposing wrong solutions. Thomas Friedman proposed for tracking, jailing and deterring the oppressed, which are actually some of the root causes of frustration and anger. This is suggesting exactly the opposite of

Vol : 10 Regd. CPLNo. 127 No. 35

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.cpm.pk)

Misreading the causes of "Terrorism."

In 146 BC, a Roman General Scipio Africanus led his troops in a fierce siege against the North African city of Cathage and its 700,000 inhabitants. When the city was at last conquered, Scipio ordered his men to burn the city. Scipio stood on a hillside watching Carthage burn. His face, streaked with the sweat and dirt of battle, glowed with the fire of the setting sun and the flames of the city, but no smile of triumph crossed his lips. No gleam of victory shone from his eyes. Instead, as the Greek historian Polybius would later record, the Roman general "burst into tears, and stood long reflecting on the inevitable change which awaits cities, nations, and dynasties, one and all."

In the fading light of that dying city, Scipio saw the end of Rome itself. Just as Rome had destroyed others, so it would one day be destroyed. Scipio Africanus, the great conqueror and extender of empires, saw the inexorable truth: no matter how mighty it may be, no nation, no empire, no culture is immortal. Thus begins the lesson for the "almighty" United States of America and its experiment to rule the world.

Undoubtedly, every heart is bleeding at the loss of thousands of innocent lives in the recent attacks on Washington and New York. No amount of wealth, power or terror would now be able to recover these precious lives. However, a little more misunderstanding at this critical juncture could lead us into the ultimate tragedy of human history, particularly if the US and the West – staggering and reeling from powerful destructive forces -- keep themselves purposely ignorant of the root causes of "terrorism."

Unlike the US, the world can no more afford the US to misread the causes of anti-Americanism. As war is an extension of politics, so too, is terrorism. America's hands are not clean in this matter. Terrorism is a consequence of injustice perpetrated on the weak and underrepresented by the powerful, and in control. Part of the anger directed at America emanates from the $6 billion a year US support to sustain Israeli terror and oppression. It emanates from the American support of the repressive regimes and its zeal to impose its values and ways of life on others. It has its roots in the US application of double standards of freedom, democracy, human rights and even terrorism.

Enemies of the US "do not believe in democracy" was the wrong conclusion of September 11 discussions on British and American media. According to Mr. Powell: the attackers "do not believe in democracy and they would never be allowed to kill the spirit of democracy." British Prime Minister described the event as "an attack on free, democratic world" and labelled it as: "democracies against the rest" just as Ehud Barak called it "terrorists vs. civilization." In his first reaction, President Bush said: "Freedom was attacked and freedom would be defended." A BBC commentator said time and again that it is time for "democracy to pay the price."

In real sense, none of the Middle Eastern countries is a democracy. Simply to secure its oil supplies, the US has stationed its forces in Kuwait and Saudi Arabia. To protect Israel from the Arab rage, it is sustaining the military dictatorship of Hosnie Mubarak and has no objection to monarchies in the area. To return favours to Saudis and to please Israel, it has to keep Iraq under constant embargo, regardless of the million un-televised deaths. For their support, the US turns a blind eye to the unsavoury activities of its allies, in places such as Bahrain and Tunisia. Iraq had to end its occupation before any discussions, whereas there cannot be any discussions unless Palestinians end their resistance. After all, almost all the suspects in last Tuesday's attacks are from the Middle East where the duplicity of American claims for freedom and democracy has no bounds.

Unfortunately, since September 11 no one in the western media has focused on the root causes that have turned educated, intelligent, resourceful and sane human beings into taking such extra-ordinary inhuman steps. The focus is on "who did it" rather than finding out "why" or "how" death has become the bottom line for these individuals. Opinion makers like Thomas Friedman of the New York Times realize the truth that the US is pitted "against all the super-empowered angry men and women" from the "failed" states. However, they skilfully cover the root causes of the "anger" and failure of their states, and wrongly associate these causes with "the failure of their societies to master modernity."

Ronald Steel, explained the causes of this anger in the NY Times, September 14 as: "Trapped between the traditional world in which they were born and the confusing world of modernity in which they inescapably live, they seek a single cause for their confusion, their resentments, their frustrated ambitions and their problems of cultural identity. It is perhaps not surprising that they would focus on the world's most powerful state as the object of their resentment." No sir, their anger is due to the suffering inflicted on their successive generations by the American sponsored dictatorships, sheikhdoms and kingdoms.

Their "genius at using the networked world," does not make them as empowered as much their feelings of being wronged and treated unfairly have made them determined. Fanaticism does not sustain, nor can it offer sacrifices to this extent. Wrong identification of the root causes also leads to proposing wrong solutions. Thomas Friedman proposed for tracking, jailing and deterring the oppressed, which are actually some of the root causes of frustration and anger. This is suggesting exactly the opposite of